حق کی تلاش

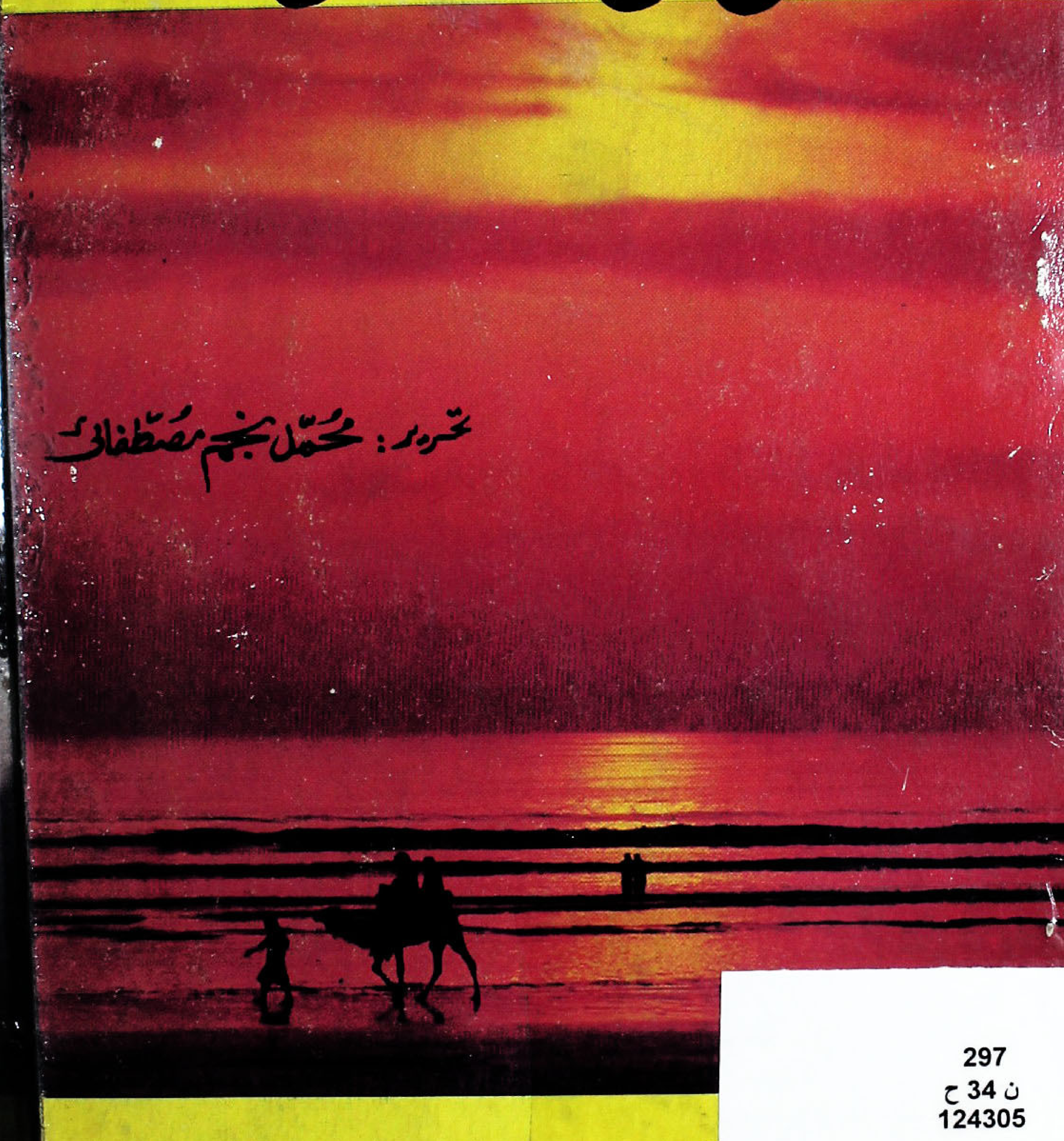

تحریر: محمد نجم مصطفائی

297
ن 34 ح
124305

صفہ اسلامک پبلشرز

Marfat.com

حق کی تلاش

تحریر

محمد نجم مصطفائی

ناشر

صُفّہ اسلامک پبلشرز
مسجد گلزار حبیب سولجر بازار کراچی

Marfat.com

۲۹۷
34 ن
۱۲۴۳۰۵

حمد باری تعالیٰ

نجم مصطفائی

یارب تیری تعریف کروں کس زبان سے
وہ طرز ادب اور ادا لاؤں کہاں سے
بے شک ہے تو بے عیب' نہیں کوئی بھی ہمسر
ذات و صفت میں کوئی نہیں تیرے برابر
تو ہی دانا و بینا ہے تو ہی باطن و ظاہر
ہے شان تیری اعلیٰ تو ہی اول و آخر
وہم و گمان سے میرے بالا ہے تیری بات
ہر عقل و فراست سے برتر ہے تیری ذات
یارب مجھے بھی قوت تحریر عطا کر
لفظوں کو میرے سحر کی تاثیر عطا کر
عنواں جو لکھوں میں وہ پسند آئے سراسر
جو بھی کہوں میں بات صداقت ہو سراسر
خواہش ہے اس کتاب کو مقبول بنا دے
تو گلشن امت کا اسے پھول بنا دے
پڑھ لے جو اس کتاب کو ہو جائے وہ حیراں
برکت سے اس کتاب کی مضبوط ہو ایماں
مجھ عاجز و لاچار کی مقبول دعا کر
امت کے اختلاف کو امت سے جدا کر

محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

تقریظ

مفتی عبدالرحمن قمر

ڈائریکٹر آف اسلامک فاؤنڈیشن

P.O. BOX 6101 ALEXANDRIA VA 2230

U.S.A

مسلمانوں کے لئے یہ بات باعث تشویش ہے کہ آج امت واحدہ کئی گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ جس کی وجہ سے امت رسول اپنی اجتماعی قوت سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے بجائے ایک قوت بن کر دنیا پر اسلام کی حقانیت کو ثابت کریں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب ہم فرقہ واریت کے خول سے خود کو آزاد کریں۔

موصوف محمد نجم مصطفائی نے فرقہ واریت کے خلاف حق کی تلاش نامی کتاب تحریر کرکے امت رسول کو ایک اجتماعی قوت بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔ موصوف نے جس دیانتداری اور غیر جانبداری سے امت رسول کو فرقہ واریت کے خول سے آزاد کرنے کی سعی کی ہے یقیناً یہ امت رسول کے لئے باعث رحمت ہے۔ اگر قاری خالی الذہن ہوکر خالص ہدایت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو ان شاء اللہ وہ محروم نہ رہے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام تعصبات سے ہٹ کر اصلاح عقائد و اعمال کی سعی کی جائے۔ اللہ رب العزت اپنے محبوب کے طفیل اس نعمت عظمیٰ سے کسی بھی مسلمان کو محروم نہ رکھے گا۔

مفتی عبدالرحمن قمر۔ نارتھ امریکہ

27/3/97

Marfat.com

تاثرات

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

الجامعہ النظامیہ الرضویہ (لاہور) پاکستان

اس میں شک نہیں کہ یہ اشاعت کا دور ہے اور فرقہ پرست اپنے وسیع و عریض وسائل مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں صرف کر رہے ہیں جس کا مقابلہ اس معیار پر مشکل ہے۔ محمد نجم مصطفائی جس انداز سے اپنی مساعی جمیلہ کو بروئے کار لائے ہیں وہ قابل صد تحسین ہے۔ مذکورہ کتاب کو غور سے پڑھا تو آپ کے انداز تحریر کو پسندیدہ پایا جس کی وجہ سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پر مزید یہ کہ یہ اشاعت موجودہ دور کے معیار پر نہ صرف پوری ہے بلکہ ظاہری اور باطنی طور پر مزید خوبیوں کی حامل ہے۔ کسی ایجنٹ یا کتب خانہ کے ذریعہ ملک بھر میں ہر سٹال پر یہ کتاب موجود رہنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ محمد نجم مصطفائی کو مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جدوجہد اور مساعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

تاثرات

محمد منشا تابش قصوری

اس بحرانی دور میں جب کہ بے دینی کا سیلاب اہل عشق و محبت اور طالبان حقیقت کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ ایسی تصنیف کا ظہور اس کے سامنے سد سکندری سے کم نہیں۔ انداز تحریر جدید ہونے کے باوجود تحقیق سے بھرپور ہے محمد نجم مصطفائی کی خدمت میں اس کامیاب کوشش پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گوں ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کی جولانیوں کو چار چاند لگائے اور آپ کی تصنیف کو شرف قبولیت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ الرضویہ لاہور پاکستان

Marfat.com

انتساب

آج کے اس پُرفتن دور میں مسلمان اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے اور دن بدن گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں چلا جارہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی ہدایت کی راہ سے بھٹک جائے اور مقام صراط مستقیم سے دور ہو جائے تو گویا وہ راہِ حق سے دور ہو جاتا ہے حتی کہ۔ وہ بدعقیدگی' گمراہی' بدمذہبی کو اختیار کر کے ہمیشہ کے لئے راہِ حق سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ہاں یہ تو ممکن ہے کہ اسے کوئی مرد کامل عالم حق مل جائے اور اس کے ذریعہ سے وہ راہ حق کو اختیار کرے مگر ایسا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے کیوں کہ جب انسان گمراہی کو دین سمجھ بیٹھتا ہے تو اس کی ذہنی بغاوت اسے کسی بھی اہل حق عالم دین پر اعتماد کرنے سے محروم کر دیتی ہے۔ میری یہ تصنیف میرے ان مسلمان بھائیوں کے لئے ہے جو یہ نہیں جانتے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ جو علم دین سے ناآشنا ہیں۔

چنانچہ میری اس کتاب کا ثواب سب سے پہلے ان مسلمانوں کے نام جو آج کے پُرفتن اور فرقہ پرستی کے دور میں تلاش حق کے متلاشی ہیں جو فرقہ پرستی کے خول سے نکل کر صراطِ مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں۔ جو بکھری ہوئی امت کو امت واحدہ میں دیکھنا چاہتے ہیں جن کے دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے سرشار ہیں اور ان کو ایمان کی جان تصور کرتے ہیں۔

دوئم بصد و احترام ان محدثین کرام اور آئمہ دین کے نام جن کے قلم کی روشنائی بروز قیامت شہیدوں کے خون کے ساتھ وزن کی جائے گی بالخصوص اس مردِ قلندر رہبر و رہنما کے نام جن کی نگاہِ فیض سے ناقص کامل اور کامل رہنما بن گئے جن کے علمی اور روحانی فیض نے مجھ ناچیز بے علم کو قلم اٹھانے کی توفیق بخشی جن کے فیوض و برکات کے چشمے صبح قیامت تک جاری و ساری رہیں گے۔ ان شاء اللہ

محمد نجم مصطفائی
پنجاب پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے محترم مسلمان بھائیو! اور پیاری ماؤ! اور بہنو!

آج کل آپ نے اس حقیقت کا ضرور مشاہدہ کیا ہوگا کہ اس ملک میں بسنے والے مختلف مکاتب فکر کے لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہوئے نہیں رکتے۔ ملک کی درودیوار پر نظر ڈالئے تو کہیں لکھا ہوگا شیعہ کافر تو کہیں وہابی کافر' کہیں لکھا ہوگا دیوبندی کافر تو کہیں بریلوی۔ ہر مکتبہ فکر اس کوشش میں مصروف ہے کہ کسی نہ کسی طرح انہیں مسلک حق تسلیم کر لیا جائے اور دنیا بھر کے مسلمان ان کے مسلک سے وابستہ ہو جائیں۔ جس کو دیکھو ایک دوسرے پر شرک و کفر کے فتوے لگا رہا ہے۔ ہر مسلک کا یہ دعویٰ ہے کہ ان سے زیادہ سچا پکا اور نکھرا ہوا مسلمان اور کوئی نہیں۔

فرقہ بندی' جماعت پرستی نے امت رسول (ﷺ) کو آج یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ کس فرقہ کے اسلام کو قبول کرے؟ کس کے اسلام کو صحیح تو کس کے اسلام کو غلط قرار دے؟ کس جماعت کے نظریئے اور عقیدے کو درست تسلیم کرے اور کس کے نظریئے اور عقیدے کو غلط قرار دے؟ فرقہ پرستی کی اس یلغار نے مقدس دین' اسلام کو ایک اجنبی چیز بنا کر رکھ دیا ہے۔

پیارے مسلمانو! امت رسول (ﷺ) کے اس انتشار کو ختم کر دینے کے لئے اگر کوئی نرم گوشہ آپ کے دل میں موجود ہے اور امت کے مابین اختلافات کو جاننا چاہتے ہیں اور اتفاق و اتحاد کی اصل رکاوٹوں کو دور کرنے کا جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں تو آپ کو اپنے ذہن کا دروازہ کھلا رکھنا ہوگا تاکہ اتفاق و اتحاد کی طرف پیش رفت کی جاسکے۔ کیوں کہ حق کا متلاشی کسی گروہ یا فرقے کا طرف دار ہرگز نہیں ہوتا۔ جذبہ صادق رکھ کر آج ہمیں انتہائی ذمہ داری اور ایمان داری کے ساتھ اس حقیقت کا جائزہ لینا ہے کہ ان میں سچا کون ہے تو جھوٹا کون؟ کیوں کہ ہر ایک قرآن و حدیث کی گہرائیوں تک پہنچنے اور اسے صحیح سمجھنے کا دعویدار ہے اور ببانگ دہل یہ اعلان کر رہا ہے کہ قرآن و حدیث کے مغز تک سوائے ان کے کسی اور کی رسائی ممکن نہیں۔

Marfat.com

جب دعوے اس قدر مستحکم اور ارادے اتنے پختہ ہوں تو پھر کون ہے جو اپنے کو باطل اور دوسرے کو حق تسلیم کرے؟ بہرحال کوئی اپنے کو باطل مانے یا نہ مانے جھوٹا سمجھے یا نہ سمجھے ہمیں غیر جانبدارانہ طور پر اس حقیقت کا جائزہ لینا ہے کہ حق کون ہے اور باطل کون۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے حق و باطل کا فیصلہ کرے کون؟

تو پیارے بھائیو! ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت ہرگز نہیں ہونی چاہئے کیوں کہ فیصلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس بڑے بڑے منصف موجود ہیں جن کے فیصلے کے بعد پھر کسی کے فیصلے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان میں سے سب سے بڑا منصف اور سب سے بہترین فیصلہ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے پھر اس کے بعد اس عظیم ہستی کی عدالت بھی موجود ہے جنہیں کفار و مشرکین بھی صادق و امین کہہ کر پکارتے تھے جن کے فیصلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ، جن کے حکم کو اپنا حکم اور جن کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ ہی کے ارشادات کی روشنی میں آج ہمیں حق و باطل کا جائزہ لینا ہے تاکہ تمام حقائق کھل کر سامنے آجائیں۔ حق کا بول بالا ہو جائے اور باطل اپنے منطقی انجام تک پہنچ جائے۔

چنانچہ سب سے پہلے ہم یہ مقدمہ بارگاہ خداوند قدوس میں پیش کرتے ہیں تاکہ اس فیصلے پر کسی کو بھی اعتراض نہ ہو۔

اے مالک کون و مکاں! آج ہماری زبانیں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہوئے نہیں تھکتیں اور ہر مکتبہ فکر اپنے آپ کو سچا پکا اور نکھرا ہوا مسلمان سمجھ رہا ہے لیکن اس حقیقت کو تو ہی جانتا ہے کہ ان میں مسلمان کون ہے اور کافر و مشرک کون؟ اے مالک بحر و بر تو ہمارے اس متنازعہ مسئلے کو حل فرما دے کہ تیری بارگاہ میں مسلمان کون ہے اور کافر کون؟ جب ہم نے یہ مقدمہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا تو خداوند قدوس نے ایسا دو ٹوک اور فیصلہ کن جواب ارشاد فرمایا کہ پھر کسی وضاحت یا تبصرے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف اور بالکل واضح طور پر ارشاد فرمایا۔

"فلا و ربک لا یمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا

Marfat.com

مما قضیت ویسلمو تسلیما"

(سورہ النساء آیت 65)

ترجمہ! تو اے محبوب (ﷺ) تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

مسلمانو! قرآن مجید کے مذکورہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہوا کہ جو شخص حکم رسول ﷺ سے سرتابی کرے گا اور جو اپنے معمولات میں آپ ﷺ کو اپنا حاکم تسلیم نہیں کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے یہ کھلا اعلان ہے کہ وہ مومن نہیں ہاں اس مالک کون و مکاں کی بارگاہ میں تو مومن وہ ہی ہے جو حضور سرور کونین ﷺ کی غلامی و فرمانبرداری کا پٹہ اپنی گردن میں ڈالے حاضر ہوگا اور دل کی گہرائیوں سے حکم رسول ﷺ کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دے گا۔

قرآن مجید کے اس ارشاد سے یہ حقیقت سورج کی طرح روشن ہوگئی کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو اپنا حاکم نہ مانا اور پھر آپ ﷺ کے ہر ہر حکم پر اپنا سر تسلیم خم نہ کیا اللہ کی بارگاہ میں وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ اور جس کسی نے آپ ﷺ کو اپنا حاکم مانا اور آپ ﷺ کے ہر حکم کو اللہ تعالیٰ کا حکم، آپ ﷺ کے ہر قول کو اللہ تعالیٰ کا قول، آپ ﷺ کے ہر انکار کو اللہ تعالیٰ کا انکار جان کر اپنا سر تسلیم خم کر دیا وہ کافر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی سچا پکا اور نکھرا ہوا مسلمان ہے اس آیت مبارکہ نے کھرے اور کھوٹے کی پہچان کر دی۔ اب کون ہے جو اس فیصلے کے بعد جرات گفتار کرے۔

پس جس کسی نے حضور سرور کونین ﷺ کے کسی قول یا کسی حکم کا انکار کر دیا ازروئے قرآن وہ کافر ہے اور جس نے انکار نہ کیا اور آپ کے حکم کو من و عن تسلیم کر لیا سو وہ کافر نہیں بلکہ کھرا مسلمان ہے۔

مقام غور و فکر ہے کہ جو کوئی حکم رسول ﷺ کا انکار کر دے تو وہ کافر بن

Marfat.com

جائے اس کا ایمان تلف کر دیا جائے اور جو اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کرے کیا وہ مسلمان رہے گا؟ ہرگز ہرگز نہیں' اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کرنے والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے' آج ہمیں اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور حضور سرور کونین ﷺ کے فرمودات ہی کی روشنی میں اس حقیقت کا جائزہ لینا ہے کہ ان دونوں مقدس بارگاہوں میں کون حکم الٰہی اور حکم رسول ﷺ پر سر تسلیم خم کر دینے والا ہے اور کون انکار کر کے کفر کا لعنتی طوق اپنی گردن میں ڈالنے والا ہے۔

اس طرح یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ کون سا مکتبہ فکر کافر ہے کون سا مسلمان اور کون مشرک۔

بدنصیبی سے آج ہمارے ملک میں سب سے زیادہ گفتگو کا موضوع شرک پر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شرک تمام بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (سورہ نساء آیت 48)

ترجمہ : "بے شک اللہ تعالیٰ اس کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔"

شرک کے بارے میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثما عظیما

(سورہ نساء 48)

ترجمہ : اور جس نے خدا کا شریک ٹھرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

"ایک مرتبہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بڑا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کے لئے کوئی شریک ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا فرمایا۔

(مشکوۃ جلد اول صفحہ 16 بحوالہ بخاری و مسلم)

قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ واقعی شرک ایسا زہر ہے جو کسی کے دامن دل میں ذرہ برابر بھی داخل ہو جائے تو اس کے خرمن اعمال اور دولت ایمان کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ اس کی ہلکی سی چنگاری اعمال صالحہ کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیتی ہے

Marfat.com

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب سے پہلے شرک کی حقیقت جانیں کہ آخر شرک ہوتا کیا ہے کیوں کہ آج کل یہ بات موضوع بحث بنی رہتی ہے کہ نذر و نیاز فاتحہ خوانی کرنا' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی پیغمبر یا ولی کو وسیلہ بنانا' بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پڑھنا' انبیاء اور اولیائے کرام سے مدد لینا' حضور ﷺ کو غیب داں' نور' حاضر و ناظر' حیاۃ النبی' نفع و نقصان کا مالک و مختار اور شفاعت کرنے والا سمجھنا یہ سب باتیں شرک ہیں۔ ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کیا واقعی ایسا کرنا شرک ہے؟ اگر ایسا کرنا واقعی شرک ہے تو تمام مسلمانوں کو ان اعمال سے بچنا ہوگا اسی میں ایمان کی سلامتی ہے اور اگر ایسا کرنا شرک نہیں تو پھر ان لوگوں سے بچنا ضروری ہے جو ان اعمال کو شرک بتاتے ہیں اگر ان سے اپنے آپ کو نہ بچایا تو ایمان کا برباد ہو جانا یقینی ہے۔

پیارے مسلمان بھائیو! جب تک ہم شرک کی حقیقت کو نہیں سمجھیں گے کہ آخر شرک ہوتا کیا ہے مذکورہ بالا اعمال کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کرسکتے۔ شرک کی حقیقت کو سمجھنے کے بعد ہی اس حقیقت کا پتا چلے گا مذکورہ بالا اعمال شرک کی زد میں آتے ہیں یا محض بغض و عناد کی عینک آنکھوں پر چڑھا کر سیدھے سادھے مسلمانوں کو نئے نئے فرقوں کی آگ میں جھونکا جارہا ہے۔

پیارے مسلمانو! آخر شرک ہے کیا؟ آیئے اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید سے رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔

فلا تجعلو اللہ انداد او انتم تعلمون

(سورہ بقرہ 22)

ترجمہ : تو اللہ تعالیٰ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

پیارے مسلمانو! قرآن مجید کے مذکورہ بالا ارشاد سے فیصلہ ہوگیا کہ اللہ کے سوا کسی غیر کو خداوند قدوس کے برابر ٹھہرانا ہی دراصل شرک ہے جس کسی نے اللہ کے سوا کسی غیر کو اللہ تعالیٰ جیسا ہمسر' برابر شریک سمجھا گویا اس نے شرک کیا۔ آئمہ دین اور مفسرین دین نے ہمسری اور برابری کی دو قسمیں بیان فرمائیں ہیں۔ ان دونوں

Marfat.com

قسموں میں سے کسی ایک قسم پر بھی ایمان لایا گیا تو شرک ہو جائے گا۔

شرک کی پہلی قسم ہے "شرک فی الذات" شرک فی الذات کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ میں برابر کر دینا یا ہمسر اور شریک سمجھنا۔

ہر مسلمان کا یہ ایمان بلکہ ایمان کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد اور لاشریک ہے وہ اپنی ذات میں قطعی یکتا ہے۔ اور اپنی یکتائی میں کسی کا ہم مثل نہیں۔ وہ اپنی ذات میں قدیم' ازلی اور ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ واجب الوجود ہے یعنی وہ کسی سے وجود میں نہیں آیا۔ وہ اپنے موجود ہونے میں کسی سبب یا کسی ذرائع کا محتاج نہیں' وہ اپنی ذات میں خود بخود ہے۔ اسی کی ذات پاک لائق عبادت ہے۔ وہ معبود و مسجود ہے ہر شے کا خالق ہر شے اس کی محتاج ہے پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ازلی' ابدی' قدیمی لائق عبادت' معبود و مسجود اور واجب الوجود ہے۔ اسی طرح کوئی دوسرا بھی ازلی' ابدی' قدیمی اور واجب الوجود ہے۔

یعنی یوں کہے جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں قدیم ابدی ازلی معبود و مسجود ہے بالکل اسی طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام یا حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت محمد ﷺ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بھی قدیم' ازلی ابدی' معبود و مسجود اور واجب الوجود ہیں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کھلا ہوا مشرک ہے کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک میں کسی غیر کو برابر' ہمسر اور شریک کر دیا اور یہی برابری یہی ہمسری یہی شراکت' شرک کی پہلی قسم ہے۔

محترم مسلمانو! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا' ابدی' ازلی' قدیمی اور واجب الوجود ہے اسی طرح آپ کسی فرشتے' کسی نبی' کسی ولی یا کسی پیر کو ابدی' ازلی' قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں؟ اگر نہیں مانتے تو یقیناً آپ کا دامن شرک کی پہلی قسم کی نجاست سے پاک و صاف اور سورج کی طرح چمکدار ہے۔ آپ ہرگز شرک کرنے والے نہیں۔ آپ پکے اور سچے مسلمان ہیں آپ

Marfat.com

کے مسلمان ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ آپ کا مشرک ہونا اس وقت ثابت ہوتا جب آپ کسی بھی غیر کو اللہ کی ذات میں شریک کر دیتے۔ جب ذات میں شراکت نہیں تو پھر شرک کیسا؟

اب شرک کی دوسری قسم بھی سمجھ لیجئے کہ وہ کیا ہے؟ شرک کی دوسری قسم ہے "شرک فی الصفات" شرک فی الصفات کے معنی یہ ہیں کہ جو صفات اللہ جل مجدہ کی ہیں بالکل وہی صفات کسی غیر میں بھی شریک کر دی جائیں۔

پیارے مسلمانو! جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے اس کا کوئی شریک و ہمسر نہیں بالکل اسی طرح وہ اپنی صفات میں بھی یکتا ہے اور کوئی دوسرا ان صفات میں شریک نہیں۔ اس معبود و مالک کی تمام صفات کاملہ بھی اس کی ذات کی طرح قدیم' ابدی' ذاتی' ازلی' لامتناہی اور لامحدود ہیں جو ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ اس کی ہر صفت' ناقصہ سے پاک و منزہ ہے۔ اس کا رحمان ہونا' کریم ہونا' حی و قیوم ہونا' موجود ہونا' عالم الغیب ہونا' سمیع و بصیر ہونا' نور ہونا' گواہ ہونا' حاکم ہونا' عالم ہونا' اول و آخر ہونا' رؤف و رحیم ہونا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدیم' ازلی' ابدی' لامحدود' ذاتی اور لامتناہی صفات ہیں جس میں کسی بھی مخلوق کی شراکت ممکن نہیں۔

پس جو کوئی اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کی طرح کسی غیر میں اس کی کسی صفت کو قدیم' ازلی' لامحدود' ذاتی' لامتناہی مانے یعنی وہ یوں کہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا' ذاتی' قدیمی' لامحدود' ازلی و ابدی ہے بالکل اسی طرح حضور ﷺ کا غیب داں ہونا بھی ذاتی' قدیمی' لامحدود' لامتناہی' ازلی و ابدی ہے۔ یا یوں کہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نور ہونا' موجود ہونا' زندہ ہونا' مختار کل ہونا' رؤف و رحیم ہونا' حاکم ہونا' کریم ہونا' سمیع و بصیر ہونا' گواہ ہونا' قدیمی' ازلی' ابدی' ذاتی اور لامحدود ہے بالکل اسی طرح حضرت محمد ﷺ کا نور ہونا مختار ہونا' حاضر و ناظر ہونا' زندہ ہونا' رؤف و رحیم ہونا' حاکم ہونا' کریم ہونا بھی قدیمی' ازلی و ابدی' ذاتی اور لامحدود ہے یا کسی بھی غیر میں اللہ جل مجدہ کی صفات کاملہ شریک کر دے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہوگا اور اس کے شرک میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوگا اس کا دامن شرک کی نجاست سے

Marfat.com

آلودہ ہے کیوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی پاک و منزہ صفات کاملہ میں غیر کو شریک کر دیا اور یہی شراکت شرک کا سبب بن جائے گی۔

محترم مسلمانو! جس کسی میں شرک کی یہ دونوں قسمیں پائی جائیں گی یا دونوں میں سے کوئی ایک قسم بھی پائی جائے گی اس کو بے شک مشرک کہیں گے اس کے علاوہ کسی بات کو شرک نہیں کہا جاسکتا۔ جب بھی کسی بات پر شرک کا شبہ ہو تو اس حقیقت پر غور کر لیا جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو واجب الوجود، معبود و مسجود ماننا اور اس کی صفات کو قدیمی، ذاتی، لامحدود، ازلی صفات رکھنے والا ماننا لازم آتا ہے یا نہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی بات لازم آتی ہے تو بے شک وہ بات شرک ہے اگر ان میں سے کوئی بات لازم نہیں آتی تو اسے شرک نہیں کہہ سکتے۔ البتہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ کسی میں صفت ناقصہ بھی نہ ہو اور کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ اس میں صفت ناقصہ ہے تو اس کو جھوٹا کہہ سکتے ہیں لیکن مشرک نہیں۔

مثلاً کوئی کسی پتھر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ یہ پتھر اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام جہانوں کے ذرے ذرے سے واقف ہے تو یہ کہنے والا جھوٹا تو ہوسکتا ہے مگر مشرک نہیں۔ جھوٹا اس لئے کہیں گے کہ اس پتھر میں صفت ناقصہ تک نہیں تھی لیکن عقیدہ یہ رکھا کہ وہ ذرے ذرے سے واقف ہے اور مشرک اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اس کے عطائے الٰہی کہنے سے واضح ہوگیا کہ وہ اس کی صفت کو عطائی، حادث، محدود اور قدرت الٰہی کے اختیار میں کہہ رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں۔ اس کا مشرک ہونا اس وقت ہوتا جب اللہ تعالیٰ کی صفت کسی میں ظاہر کرے۔

اس بات کو قرآن مجید کی روشنی میں سمجھئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل قوم کے سامنے ایک تقریر فرمائی جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا۔

"میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو

Marfat.com

تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

(سورہ آل عمران آیت 49)

قرآن مجید کے اس واقعے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار باتوں کا ذکر اپنی قوم سے کیا ہے۔

(ا) مٹی کے پرندے بنا کر پھر ان میں پھونک مار کر اڑا دینا۔

(۲) مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا۔

(۳) مردوں کو زندہ کرنا۔

(۴) اور جو کچھ کھایا اور جو کچھ گھروں میں چھپا کر رکھا اس کی خبر دینا۔

ازروئے ایمان بتائے مٹی کی بنائی ہوئی مورت کو زندہ کر دینا اللہ کی صفت ہے یا نہیں؟ مادر زاد اندھے کو آنکھیں اور کوڑھی کے مریض کو شفا دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یا نہیں؟ مردوں کو زندہ کر دینا اور جو کچھ انسان نے کھایا اور چھپا کر رکھا ان سب کا علم رکھنا اللہ کی صفت ہے یا نہیں۔ یقیناً ہے۔ اب اگر کوئی بشر' اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا دعویٰ کرے اور یوں کہے کہ میں مٹی کی بنائی ہوئی مورتیوں کو زندہ کرنے والا ہوں۔ میں مادر زاد اندھے کو شفا دینے والا ہوں' میں مردوں کو زندہ کرنے والا اور ہر ایک چھپی ہوئی چیز کو جاننے والا ہوں' بتایئے ایسا کہنا شرک ہوا یا نہیں؟ یقیناً شرک ہوا۔

جو بھی اللہ تعالیٰ کی ان ذاتی صفات کو اپنے سے منسوب کرے گا وہ کھلا مشرک ہوگا۔ مگر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان ہی صفات کا ذکر کیا اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مٹی کی مورت پھونک مار کر اڑا سکتا ہوں' بیماروں کو شفا دے سکتا ہوں۔ مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں اور گھر کی چھپی ہوئی باتوں کو بتا سکتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ باذن اللہ یعنی .عطائے الٰہی کہنے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان چاروں صفات کو حادث' محدود' عطائی اور قدرت الٰہی کے قبضۂ قدرت میں کہہ رہے ہیں۔ کسی کا مشرک ہونا اس صورت میں ثابت ہوگا جب وہ بے عطائے الٰہی' اللہ جل مجدہ کی صفات اپنے میں یا کسی اور میں ثابت کرے۔ باذن

Marfat.com

اللہ' یا عطائے الٰہی کہنے سے شرک ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے باذن اللہ یعنی "اللہ تعالیٰ کے حکم سے" کا لفظ استعمال کیا۔

اس حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ کمالات اور صفات اس کے انبیاء اور اولیاء کے لئے ثابت کرتے ہیں اور ان کے ان صفات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ ہرگز مشرک نہیں ہوسکتے۔ ہاں جو انبیاء اولیاء کے کمالات و صفات کو بے عطائے الٰہی یا ان کے ذاتی کمالات یا صفات مانتے ہیں بلاشبہ ایسے لوگ مشرک ہوں گے کیوں کہ ذاتی صفات صرف اس ذات والا صفات کے لئے مخصوص ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔

اگر ہم ایک انسان کی صفات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کاملہ سے اپنے بندوں کو ہر ایک کی حیثیت کے مطابق حصہ عطا فرمایا ہے۔ مثلاً ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ حی یعنی زندہ ہے ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ مگر اس صفت سے ہم انسانوں کو بھی نوازا اس کا زندہ ہونا قدیمی' ذاتی لامحدود اور ہمیشہ تک ہے کہ جب کہ ہمارا زندہ ہونا محدود' عطائی اور حادث ہے۔ وہ سمیع بصیر ہے ہر چیز کو سننے اور دیکھنے والا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان اللہ کان سمیعا بصیرا (قرآن)

ترجمہ : بے شک اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

مگر ہم انسانوں کو بھی سمیع و بصیر کی صفت عطا فرمائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فجعلنہ سمیعا بصیرا (سورہ دہر 2)

ترجمہ : ہم نے انسانوں کو سمیع و بصیر بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا سمیع و بصیر ہونا قدیمی' ذاتی اور لامحدود ہے جب کہ ہم انسانوں کا سمیع و بصیر ہونا حادث' عطائی اور محدود ہے۔

وہ علیم یعنی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے مگر اس نے ہم انسانوں کو بھی علم عطا فرمایا۔ اس طرح بے شمار صفات سے اپنے بندوں کو سرفراز کیا۔

Marfat.com

مگر حسب مراتب کسی کو کم کسی کو زیادہ، کسی کو ہزار برس کی زندگی عطا فرما دی تو کسی کو صرف چند سانس عطا کر دیئے۔ کسی کو اتنی قدرت عطا کر دی کہ چند پاؤ وزن بھی چند قدم نہ پہنچا سکے اور آصف بن برخیا کو اتنی قدرت عطا کر دی کہ ملک سبا کی ملکہ بلقیس کا سینکڑوں من وزنی تخت جو ساتویں محل کے اندر تالے میں بند کر کے رکھا ہوا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم پاتے ہی پلک جھپکنے سے پہلے آصف بن برخیا نے سینکڑوں میل کی مسافت سے ان کی خدمت میں لاکر رکھ دیا۔

اس واقعہ کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مفصل طور پر بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح دیکھنے اور سننے کا حال ہے کہ کسی کی تو یہ حالت ہے کہ باوجود قریب ہونے کے نہ تو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی سن سکتا ہے اور کسی کو یہ خوبی عطا فرما دی کہ وہ ایک مقام پر کھڑا ہو کر مشرق سے مغرب تک بسنے والوں کو سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے۔ مثلاً

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی (ﷺ) جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا ہے ایک فرشتہ قیامت تک کے لئے متعین فرمایا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ جو امتی آپ ﷺ پر درود پڑھے تو وہ فرشتہ کہتا ہے **وانت صلی اللہ علیک** یعنی تجھ پر اللہ تعالیٰ رحمت کرے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانے میں بلعم بن باعورہ زمین پر بیٹھ کر عرش اعظم کو دیکھ کر لوگوں کی تقدیر کا حال معلوم کر لیتا تھا۔

اسی طرح علم کی کیفیت ہے کہ ایک شخص تو ایسا ہے جو صرف اپنے گھر کی چند باتوں ہی کا علم رکھتا ہے اور ایک حضرت آدم علیہ السلام کا علم ہے کہ تمام عالم میں سے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جس کا علم حضرت آدم علیہ السلام کو نہ دیا گیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلم ادم الاسماء کلھا (سورہ بقرہ 31)

ترجمہ : اور سکھا دیئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب چیز کے نام

پیارے مسلمان بھائیو! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی صفات میں اپنی بعض صفات اپنی مخلوق کو عطا فرمائی ہیں اور اس میں بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے۔

Marfat.com

لیکن اتنا ضرور ہے کہ ان عطا کردہ صفات میں خواہ کسی کو کتنی ہی فضیلت کیوں نہ دی گئی ہو مگر پھر بھی خداوند قدوس کی صفات ذاتیہ کے مقابلے میں ان کی صفات اتنی بھی تو اہمیت نہیں رکھتی جتنا لاکھوں سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی' ازلی' ابدی' لامتناہی' لامحدود قدیمی اور ناپید دریا کنار ہیں جب کہ مخلوق کی صفت عطائی' حادث' محدود ہے۔ مخلوق کی صفت خواہ کتنی ہی وسعت کیوں نہ رکھتی ہو مگر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں محدود ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کسی غیر کا قابو و اختیار نہیں جبکہ مخلوق کی صفت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ مخلوق کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کر دیا تو ایسا کہنے والا یقیناً گمراہ اور جہنمی ہے کیونکہ جو صفات مخلوق کی ہیں وہ صفات ہرگز اللہ تعالیٰ کی نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ مخلوق کی صفت محدود' حادث' عطائی اور بارگاہ خداوندی کے دست قدرت میں مجبور و لاچار ہے جب چاہے اللہ تعالیٰ اس سے چھین لے۔

ازروئے ایمان بتایئے کیا ایسی محدود' عطائی' مجبور و لاچار صفات اللہ تعالیٰ کی ہوسکتی ہیں؟ اگر ایسی صفات اللہ تعالیٰ کی نہیں تو مخلوق کی صفات سے شراکت کیسی؟ جب شراکت کا شائبہ تک نہیں تو پھر شرک کیسا؟

پیارے مسلمانو! یاد رکھیئے اگر اللہ تعالیٰ کی ذاتی' ازلی' لامحدود' ابدی پاک و منزہ صفات کو مخلوق کی عطائی' محدود' حادث صفات سے ملاؤ گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ تم نے لامحدود کو محدود' ذاتی کو عطائی' قدیم کو حادث' پاک و منزہ کو مخلوق سے ملا دیا جو کفر ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ حاضر و ناظر' حیاۃ النبی' نور' غیب داں' نفع و نقصان کے مالک و مختار' مددگار' بارگاہ خداوندی میں وسیلہ اور شفاعت کرنے والے ہیں۔ اگر ان کا یہ عقیدہ اس بنیاد پر ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے یہ تمام کمالات و اعزازات اور صفات و مراتب

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں تو وہ ہرگز مشرک نہیں ہوسکتے' ہاں اگر ان تمام مراتب و کمالات اور صفات کو بے عطائے الٰہی یا ان کے ذاتی کمالات و صفات کہیں گے تو وہ مشرک ہو جائیں گے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کن کن صفات سے نوازا اور ان صفات میں دیگر مخلوق سے کیسا ممتاز فرمایا اس کا احاطہ کرنا انسان کے بس میں نہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت محمد ﷺ ذات خدا کے مظہراتم ہیں۔ آپ کو جو صفات کاملہ عطا کی گئیں مخلوق میں کسی اور کو عطا نہیں کی گئیں۔ آپ صفات الٰہی کے آئینہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار صفات سے آپ کو نوازا جو کسی طرح شرک نہیں ہوسکتا۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وان اللہ روف رحیم (سورہ نور آیت 20)

ترجمہ : اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رؤف اور رحیم کو بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ رؤف اور رحیم اللہ کی صفت ہے۔ مگر قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

بالمومنین روف رحیم (سورہ توبہ آیت 128)

ترجمہ : مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان

غور فرمایئے رؤف و رحیم ہونا اللہ کی صفت ہے مگر یہی صفت قرآن مجید میں حضور سرور کونین ﷺ کے لئے بھی بیان کی گئی۔ ذرا سوچئے کیا اللہ نے حضور ﷺ کو رؤف و رحیم بنا کر خود شرک فی الصفات کا دروازہ کھولا ہے؟ اور سنیئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

ان العزہ للہ جمیعاً (سورہ یونس آیت 65)

ترجمہ : بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔

اس آیت مقدسہ سے واضح ہوا کہ تمام **عظمتیں** اور عزتیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں مگر دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

واللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین (سورہ المنافقون آیت 8)

ترجمہ : اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔

اس آیت مبارکہ پر بھی غور فرمایئے اس سے اوپر والی آیت مبارکہ میں فرمایا گیا کہ تمام عزتیں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں مگر دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ عزت والے حضرت محمد ﷺ اور دیگر مومنین بھی ہیں ذرا بتایئے عزت والا ہونا اللہ کی صفت ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے تو اس صفت میں حضور سرور کونین ﷺ اور دیگر مومنین کو شامل کر کے کیا اللہ نے شرک فی الصفات کا دروازہ خود کھولا ہے اور کیا اللہ شرک کی تعلیم دے گا؟ (نعوذ باللہ) ذرا سوچئے آخر ایسا کیوں ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور ہمارے پیارے رسول ﷺ کی صفات میں اگر فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں جب کہ حضور ﷺ کی صفات ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رؤف و رحیم ہونا اس کی ذاتی صفت ہے جو کسی سے حاصل نہیں کی بلکہ خودبخود اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہے جب کہ حضور سرور کونین ﷺ کا رؤف و رحیم ہونا ذاتی نہیں بلکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا عزت والا ہونا ذاتی صفت ہے کسی کے عطا کرنے سے اللہ کو عزت نہیں ملی بلکہ خودبخود اللہ کی ذات سے مخصوص ہے جب کہ حضور سرور کونین ﷺ اور مومنین کا عزت والا ہونا خودبخود نہیں بلکہ اللہ نے عزت والا بنایا تو آپ عزت والے ہوئے۔

اس کے علاوہ اللہ کا رؤف و رحیم اور عزت والا ہونا قدیمی، ازلی، ابدی، لامتناہی،

Marfat.com

اور لامحدود ہے جب کہ حضور ﷺ کا رؤف و رحیم اور عزت والا ہونا حادث، متناہی، عطائی، اور محدود ہے۔ اب اگر کوئی اللہ ہی کو رؤف و رحیم کہے اور حضرت محمد ﷺ کو نہ کہے ایسا شخص قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے لہٰذا جو اہل ایمان ہے جہاں وہ اللہ کو رؤف و رحیم اور عزت والا کہے گا وہاں وہ حضور ﷺ کو بھی رؤف و رحیم اور عزت والا کہے گا اور یہی حکم الٰہی ہے جو کسی طرح شرک نہیں۔

اس حقیقت کو جان لینے کے بعد اب اگر کوئی یہ کہہ دے کہ حضور ﷺ کی صفت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سے ملا دیا تو ایسا عقیدہ رکھنے والا جہنمی ہے کیوں کہ لامحدود کو محدود سے ملانا سوائے گمراہی اور بے دینی کے کچھ نہیں۔ اب اسی طرح سے دیگر صفات کو بھی لیتے جایئے۔

❁❁❁

عالم الغیب ہونا اللہ کی صفت ہے اور اس صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو

(سورہ انعام آیت 59)

ترجمہ : اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو وہی جانتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

انک انت علام الغیوب (سورہ المائدہ آیت 109)

ترجمہ : بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔

مذکورہ بالا دونوں آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غیب اللہ ہی جانتا ہے اور دوسرا کوئی نہیں مگر قرآن مجید میں ایک جگہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔

علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

Marfat.com

(سورہ جن آیت 26)

ترجمہ : غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

(سورہ آل عمران آیت 179)

ترجمہ : "اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔"

قرآن مجید کی اوپر دی گئی دونوں آیات سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ اپنے غیبوں پر مرتضیٰ، منتخب شدہ اور پسندیدہ رسولوں کے علاوہ کسی اور کو مطلع نہیں فرماتا۔ کسی غیر نبی کو یہ کمال حاصل نہیں کہ انہیں علم غیب عطا کیا گیا ہو علم غیب کی یہ صفات مخصوص انبیاء ہی کو عطا کی گئی ہیں۔ انبیاء کی برکتوں سے علم غیب اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر براہ راست نہیں۔

علم غیب ایک ایسا پوشیدہ علم ہے جس تک نہ تو انسانی عقل رسائی کرسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ظاہری اسباب۔ علم غیب تمام علوم پر غالب ہے۔ یہ علم اللہ جل مجدہ کے فضل و کرم سے برسات کی مانند برستا اور چشمے کی مانند ابلتا ہے۔ یہ علم اللہ اپنے الطاف و کرم سے اپنے مخصوص مرتضیٰ اور پسندیدہ رسولوں ہی کو عطا کرتا ہے۔ جس کا اندازہ قرآن مجید کی کئی آیات کریمہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے علم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

وعلم ادم الاسماء کلھا (سورہ بقرہ 31)

ترجمہ : "اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ولقد اتینا داود و سلیمن علما (سورہ نمل 15)

Marfat.com

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا"۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے علم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اتینہ حکما و علما (سورہ یوسف 22)

ترجمہ: ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا۔

حضرت حضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وعلمنہ من لدنا علما (سورہ کہف 65)

ترجمہ: اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اتینہ حکما و علما (سورہ قصص 14)

ترجمہ: ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا۔

حضرت لوط علیہ السلام کے علم کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ولوطا اتینہ حکما و علما (سورہ انبیاء 74)

ترجمہ: اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا۔

مذکورہ آیات مقدسہ سے ثابت ہوا کہ اللہ نے اپنے انبیاء کو غیب کا علم عطا کیا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ انبیائے کرام کے اس مقدس گروہ نے اس علم غیب کا اظہار بھی فرمایا۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس علم غیب کا اظہار ان الفاظ میں کیا

یایھا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شئی (سورہ نمل 16)

ترجمہ: اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ہمراہ کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ آپ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوتا تھا جہاں چیونٹیوں کی آبادی تھی۔ ابھی لشکر اس وادی سے تین میل کے فاصلے پر تھا کہ چیونٹیوں کی سردار نے گھبرا کر تمام چیونٹیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

یایھا النمل ادخلو مسکنکم لا یحطمنکم سلیمن و جنودہ وھم لایشعرون (سورہ نمل 18)

۱۲۴۳۰۵

Marfat.com

ترجمہ: اے چیونٹیو: اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام تین میل دور تھے کہ انہوں نے ہزار ہا نشیب و فراز کے باوجود نہ صرف اس چیونٹیوں کے لشکر کو دیکھ لیا بلکہ ملکہ کی آواز کو بھی سن لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

فتبسم ضاحکا من قولها (سورہ نمل 19)

ترجمہ: اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام چھپے ہوئے حالات سے باخبر ہوتے ہیں اور ان کے لیے دور و نزدیک سب یکساں ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے ان الفاظ میں اپنے علم غیب کا اظہار کیا:

واعلم من اللہ مالا تعلمون (سورہ یوسف 86)

ترجمہ: اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے بغض و حسد کی بناء پر کنویں میں ڈال دیا اور یعقوب علیہ السلام کو جا کر کہہ دیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا۔ ایک قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا اور اپنے ہمراہ لے گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو آپ کی جدائی کا بہت صدمہ ہوا اور بیٹے کے غم میں روتے روتے آنکھیں کمزور ہو گئیں۔ برسوں بعد حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بنے۔ اسی دوران آپ کے بھائیوں کا مصر جانے کا اتفاق ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کو پہچان گئے بھائیوں نے بھی آپ کو پہچان لیا اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کیا۔ آپ نے ان سب کو معاف کر دیا۔ جب آپ نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو بھائیوں نے کہا کہ وہ آپ کی جدائی میں رو رو کر اپنی آنکھوں کی

Marfat.com

بینائی کمزور کر چکے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ سن کر رنجیدہ ہو گئے پھر آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا

"تم لوگ میرا کرتا لے جاو اور اس کو میرے والد کے منہ پر ڈال دو تو آنکھیں کھل جائیں گی۔ (سورہ یوسف)"

آپ کا بھائی یہودا اس کرتے کو لے کر دوڑتا ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ جیسے ہی وہ مصر سے کنعان پہنچا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی اور اپنے پوتوں سے فرمایا:

انی لاجدریح یوسف

ترجمہ: بے شک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں (سورہ یوسف ع 11)

پوتوں نے کہا نہ جانے یوسف کہاں ہیں جو آپ ان کی خوشبو محسوس کر رہے ہیں۔ جب یہودا کرتا لے کر گھر پہنچا اور کرتا حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا ان کی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں۔ پھر آپ نے اپنے پوتوں سے فرمایا:

انی اعلم من اللہ مالا تعلمون

ترجمہ: مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ نے نبیوں کو اپنی شان و تجلیات کا ایسا علم عطا فرمایا ہے جو کسی غیر نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ اسی علم کی برکت سے وہ سارے عالم کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے ہیں۔ کبھی وہ تجلیات الہی میں اس درجہ گم ہو جاتے ہیں کہ اس وقت انہیں تجلیات الہی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ ان کیفیات کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اہل ادراک اور اہل نظر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتیوں سے علم غیب کا اظہار اس طرح فرمایا۔

وانبئکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیو تکم

ترجمہ: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کمال حاصل تھا کہ آپ لوگوں کو یہ بتا دیتے تھے کہ تم

Marfat.com

نے کل کیا کھایا ہے اور آج کیا کھاؤ گے اور اگلے وقت کیلئے تم نے کونسا کھانا تیار کرکے رکھا ہوا ہے۔ آپ کی نگاہ دور و نزدیک کھلی چھپی اندھیرے اجالے تمام کو دیکھتی تھی کوئی شے آپ کے لیے پردہ نہ تھی آپ کی اس خوبی کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کے پاس اکثر بچے جمع ہوجاتے اور آپ انہیں بتا دیتے کہ تمہارے گھر فلاں فلاں چیز تیار ہوئی ہے اور فلاں چیز تمہارے لیے چھپا کر رکھی ہوئی ہے جب بچے گھر جاتے تو رو رو کر گھر والوں سے وہ چیز طلب کرتے۔ وہ کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ آخر ان لوگوں نے مشترکہ طور پر فیصلہ کیا کہ اگر بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے روکا نہ گیا تو وہ ان پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ان سب نے ان بچوں کو ایک گھر میں بند کردیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان بچوں کی تلاش میں ایک دن اس گھر کے پاس پہنچے اور لوگوں سے کہا کہ۔ بچے کہاں ہیں تو لوگوں نے جواب دیا کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر اس گھر میں کون ہیں؟ انہوں نے کہا گھر میں ہمارے خنزیر ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا وہ خنزیر ہوگئے؟ چنانچہ یہی ہوا وہ سب کے سب خنزیر بن گئے۔ (ملاحظہ ہو خزائن و روح المعانی)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب پر نظر رکھتے تھے کہ کون کیا کھا کر آیا ہے اور کیا چھپا کر آیا ہے۔ آپ کی نگاہ میں دور و نزدیک کھلی چھپی سب چیزیں یکساں تھیں۔ کسی نے دور دراز مقام پر رہ کر رات کے اندھیرے میں بھی کچھ کھایا ہو یا کسی سات تالے میں کچھ چھپا کر رکھا ہو آپ کو سب کی خبر تھی۔ ازروئے ایمان بتائیے کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو یہ کمال رکھتا ہو کہ کسی نے کیا کھایا اور کیا چھپایا ہم انسانوں کی تو یہ حالت ہے کہ ہم اپنے پڑوسی کے گھر میں پکنے والی اشیاء کو نہیں بتا سکتے اور نہ ہی یہ بتا سکتے کہ کسی کا کتنا مال کہاں اور کس جگہ پڑا ہوا ہے۔ یہ فضیلت صرف انبیاء کرام ہی کو حاصل ہے۔

بے شک یہ اللہ کا اپنے محبوب نبیوں پر فضل و کرم ہے کہ انہیں غیب کا علم عطا کرتا ہے۔

Marfat.com

مذکورہ آیات سے واضح ہوا کہ اللہ نے اپنے برگزیدہ نبیوں کو علم غیب کی دولت عطا فرمائی ہے۔ اللہ کے اس عطا کردہ علم غیب سے انکار قرآن مجید کی کئی آیات کا انکار ہے جو سراسر کفر ہے۔ یہ علم غیب کوئی معمولی علم نہیں۔ یہ وہ علم ہے کہ جس کسی کو بھی عطا کر دیا گیا اس کے آگے پیچھے فرشتوں کے پہرے لگا دیئے جاتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ انبیاء میں سے کسی کو زیادہ علم عطا کیا گیا ہے تو کسی کو کم۔

جہاں تک ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم غیب کا معاملہ ہے تو علم غیب ہمارے پیارے نبی ﷺ کو بھی عطا کیا گیا ہے۔ آپ کی شان کیونکہ تمام انبیاء و رُسل میں افضل و اکمل ہے لہٰذا آپ کو علم غیب بھی آپ کی شان کے مطابق دیا گیا ہے۔

کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل کو جو علم غیب عطا کیا گیا وہ سب کا سب اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کر دیا اور اس کے علاوہ اور جو کچھ عطا کیا گیا وہ اس کے سوا ہے جسے اللہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا نہیں جان سکتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"اللہ نے مجھے اولین و آخرین کے علوم کا وارث بنایا اور مجھے چند قسم کے علوم عطا فرمائے ایک وہ کہ اللہ نے ان کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا اور یہ وہ علوم تھے کہ جن کے اٹھانے کی طاقت میرے سوا کسی میں نہیں اور ایک وہ علوم جن کے بتانے اور چھپانے کے بارے میں خدا نے مجھے اختیار دیا اور ایک وہ علوم جن کے بارے میں خدا نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان علوم کو اپنی امت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دوں۔"

(ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان جلد دوئم ص 185)

Marfat.com

مذکورہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ نے حضور سرور کونین ﷺ کو تین قسم کے علوم عطا فرمائے- ایک علم تو وہ جسے امت کو بتانا ضروری یعنی فرض ہے- دوسرا علم وہ جس پر آپ کو یہ اختیار دیا گیا کہ جسے چاہیں بتائیں جس سے چاہیں چھپائیں یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر حضور سرور کونین نے بہت سے اسرار و رموز اور پوشیدہ باتوں پر خاموشی اختیار فرمائی اور امت سے پوشیدہ رکھا اور بعض غیب کی خبریں آپ نے بعض صحابہ پر ظاہر فرمائیں- یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جہاں کہیں بھی حضور ﷺ نے کسی علم کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اس کے بارے میں آپ کو اختیار ہے کہ جسے چاہیں بتائیں یا چاہیں تو نہ بتائیں- آپ کی اس خاموشی میں کیا راز و نیاز اور اسرار و رموز پوشیدہ ہیں ہم نہیں جانتے- اس کی حقیقت کو اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے- ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ آپ کی اس خاموشی پر لب کشائی کریں-

تیسرا علم وہ جسے اُمت سے چھپانا آپ پر لازم یعنی فرض تھا یہی وہ تیسرا علم ہے جسے سوائے اللہ اور رسول کے کوئی نہیں جانتا-

آپ ﷺ کے علوم و معارف کا کیا کہنا- آپ ﷺ حقیقت میں اللہ کے علم بے بہا کے ایسے مظہر اور آئینہ دار ہیں جو اسرار الٰہی کے واقف اور راز خداوندی کے عالم ہیں- مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآنی سورتوں کی ابتداء میں جو حروف آئے ہیں جیسے الم، حم، کھیعص وغیرہ یہ وہ راز ہیں جو اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے درمیان ہیں- ان اسرار الٰہیہ کی جلوہ گاہ تو صرف محبوب خدا ﷺ کا سینہ اقدس ہے- یہ وہ راز و نیاز ہیں جو کسی غیر پر منکشف نہیں ہوئے یہی وہ قول ہے جسے ہر دور کے علماء و صوفیا نے اپنا مسلک بتایا- صاحب روح البیان حضرت علامہ محمد اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ ایک حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں-

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سورہ مریم کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے وحی کا پہلا لفظ کھیعص تھا- حضرت جبرائیل امین نے ابھی پہلا حرف "کاف" ہی کہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "علمت" جبرئل امین نے "ھا" پڑھا تو حضور

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا "علمت" حضرت جرائیل امین نے اسی طرح تیسرا چوتھا اور پانچواں حرف پڑھا اور حضور سرور کونین ﷺ ہر حرف پر فرماتے رہے "علمت" حتی کہ جب پوری وحی منتقل ہوگئی تو حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ سمجھ گئے میں نہیں سمجھ سکا۔ جب کہ وحی لے کر میں آیا ہوں۔

(ملاحظہ کیجئے تفسیر روح البیان از حضرت محمد اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ اور حضور سرور انبیاء ﷺ کے مابین کوئی راز و نیاز تھا کہ جس سے سردار الملا ئکہ حضرت جرائیل امین بھی بے خبر تھے اور ان لفظوں کے اسرار و رموز تک ان کی بھی رسائی نہ تھی۔

اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ قرآن مجید کے یہ تمام ابتدائی حروف اللہ تعالیٰ کے علوم و معارف اور راز و نیاز کے وہ حروف ہیں جو اس کائنات کی صرف ایک ذات پر منکشف ہوئے اور وہ ذات گرامی حضور سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی ہے۔ اس کے علاوہ کسی غیر کو یہ علم حاصل نہیں یہی وہ تیسرا علم ہے جسے تمام ملا ئکہ، جن و انسان اور دیگر مخلوقات سے پوشیدہ رکھا۔ اللہ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو تمام انبیائے کرام کی صفات حسنہ کا جامع پیدا فرمایا اور ان کے تمام علوم آپ کی ذات قدسی میں جمع کر دیئے گئے۔

اللہ نے اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کو کیا سکھایا؟ کیا پڑھایا؟ کتنا پڑھایا؟ کتنا علم عطا کیا؟ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما (سورہ نساء 113)

ترجمہ : اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں

"تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔"

قابل غور جملہ ہے۔ بغض و عناد کی عینک آنکھوں سے اتار کر اس آیت مبارکہ کو

Marfat.com

بار بار پڑھیں تو ہر انصاف پسند مسلمان اس حقیقت کو تسلیم کرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تمام ظاہری اور پوشیدہ علوم کے خزانے عطا کر دیئے اور اس آیت مبارکہ کی روشنی میں پھر وہ کون سا علم باقی رہ گیا جو حضور ﷺ کو نہ سکھایا گیا ہو۔ جب اللہ نے علم غیب کی دولت سے نواز دیا تو پھر ارشاد فرمایا۔

وما ھو علی الغیب بضنین (سورہ تکویر 24)

ترجمہ : اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت مبارکہ بھی اس حقیقت کا اعلان کر رہی ہے کہ علم غیب حضور ﷺ کو ہے جب ہی تو لوگوں کو غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو دوسروں کو غیب کیسے بتاتے۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ نے حضور ﷺ کو **یا ایھا النبی** کہہ کر مخاطب فرمایا جس کے معنی ہیں "اے خبر دینے والے" اگر اس خبر سے مراد صرف دین کی اطلاع فراہم کرنا ہی لیا جائے تو ایسی خبر تو ہمیں ہر مسجد کا مولوی بھی دیتا ہے اس طرح ہر مولوی معاذ اللہ نبی ہوا اور اگر خبر دینے والے سے مراد دنیا بھر کی خبریں دینا لیا جائے تو پھر ہر اخبار ریڈیو اور ٹیلی ویژن خبر دینے والا آلہ معاذ اللہ نبی بن جائے گا۔

لہٰذا یہ ماننا ہوگا کہ خبر دینے والے سے مراد نہ دین کی خبریں دینے والے کے ہیں اور نہ دنیا کی خبریں دینے والے کے ہیں بلکہ غیب کی خبر دینے والے کے ہیں۔

صاحب لولاک حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے۔

وعلمت ما فی السموات والارض (مشکوۃ شریف ص 70 ترمذی شریف ص 155 جلد دوئم)

ترجمہ : اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اس کو جان گیا۔

فخر موجودات باعث تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کا ایک ارشاد اور سن لیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ : کیا حال ہے ان قوموں کا جنھوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔

Marfat.com

(ملاحظہ کیجئے تفسیر خازن ص 382 جلد اول مطبوعہ مصر)

اس حدیث پاک میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو حضور ﷺ کے علم غیب پر طعن کرتے ہیں اور غیب داں ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں طعنہ زنی کا تصور سوائے ایمان برباد کر دینے کے اور کچھ نہیں۔ کیوں کہ حضور سرور کونین ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی کسی نے علم غیب پر طعنہ دیا تھا تو اللہ نے اس کا ایمان تلف کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی۔ اس کی تلاش جاری تھی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ موجود ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر ایک شخص بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد ﷺ غیب کیا جانیں۔

لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس شخص کا تذکرہ کیا تو حضور نے اس شخص کو بلوایا اور وہ حاضر ہوگیا۔ دریافت کرنے پر کہنے لگا' یا رسول اللہ ﷺ ! وہ تو ایسے ہی ازراہ مذاق کہہ دیا تھا۔ یہ کہہ کر وہ شخص ابھی خاموش ہی ہوا تھا کہ حضرت جبرائیل و امین قہر و جلال میں ڈوبی ہوئی آیت مبارکہ بجلی کی سی مانند عرش بریں سے فرش زمیں پر لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا۔

قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزون لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

(سورہ توبہ 65 - 66)

ترجمہ : تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے ہنستے ہو' بہانے نہ بناؤ کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

پیارے مسلمانو! ذرا سر کی آنکھوں سے اس عبرت ناک منظر کو دیکھئے صرف اتنا کہنے پر کہ "حضور ﷺ غیب کیا جانیں" کہنے والے کی ایسی گرفت ہوئی کہ اللہ نے اس کے ایمان کو تلف کر کے رکھ دیا اور کفر کا لعنتی طوق گردن میں ڈال دیا۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بارگاہ رسالت ماب

Marfat.com

میں کسی قسم کا بے ادبانہ جملہ کہنا' اس کا مذاق اڑانا رسول اللہ ﷺ ہی کا انکار اور مذاق نہیں بلکہ اللہ کا بھی انکار اور مذاق ہے۔ جو لوگ توحید خداوندی کی آڑ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں توہین و اہانت کرتے ہیں وہ اس گمان میں ہرگز نہ رہیں کہ یہ توہین صرف رسول اللہ ﷺ ہی کی ہے بلاشبہ یہ توہین شان خداوندی کی بھی ہے۔

واقعہ معراج حضور سرور کونین ﷺ کا ایسا معجزہ ہے جو اس سے پہلے کسی نبی یا رسول کو حاصل نہ ہوسکا۔ شب معراج کے اسرار و رموز کو سمجھنا ہم ناقص العقل کے لئے کسی طرح ممکن نہیں ہوسکتا۔ اس کے حقائق کا اصل علم تو اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ ہی کو ہے۔ معراج شریف آپ ﷺ کی زندگی کا وہ معجزہ ہے جس میں آپ پر تمام عالمین کے اسرار و رموز اور حقائق کو منکشف کیا گیا۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ جب حضور سرور کونین ﷺ عرش کے قریب پہنچے تو آگے حجابات ہی حجابات تھے پھر تمام پردے اٹھا دیئے گئے اس واقعہ کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا۔

فاستوی وھو بالافق الاعلی (سورہ نجم 7)

ترجمہ : پھر اس جلوے نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں حضرت امام رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ شب معراج آسمان بریں کے بلند کناروں پر پہنچے تو تجلی الٰہی متوجہ نمائش ہوئی" پھر آپ ﷺ حریم الٰہی میں پہنچے اور اپنی آنکھوں سے عین عالم بیداری میں اللہ کی زیارت کی۔ جسے قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا۔

ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی (سورہ نجم 8 ۔ 9)

ترجمہ : "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا' پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔"

Marfat.com

صاحب روح البیان اس موقع پر فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ اللہ تعالیٰ کے قرب سے مشرف ہوئے یا یہ کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے قرب سے نوازا۔

(ملاحظہ ہو روح البیان)

حدیث مبارک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

رایت ربی بعینی و قلبی

ترجمہ : "میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔"

(بخاری شریف و مسلم شریف)

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ سب سے بڑھ کر عالم الغیب ہے اس سے بڑھ کر عالم الغیب اور پوشیدہ کوئی نہیں۔ غور فرمایئے حضور سرور کونین ﷺ کے علم کی وسعت پر کہ اللہ کو حضور سرور کونین ﷺ نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا عالم الغیب ذات کا مشاہدہ اپنی حقیقی آنکھوں سے کیا ذرا بتایئے بھلا کائنات کا اب کون سا ایسا علم و معارف اسرار و رموز ہے جو باقی رہ گیا ہو اور جو آپ ﷺ کے احاطہ علم میں نہ ہو۔ اللہ کی ذات و صفات کو جاننے کا علم جتنا حضور سرور کونین ﷺ کو ہے کسی اور کو نہیں۔ آپ ﷺ بلاشبہ اولین و آخرین کے تمام علوم کو جاننے والے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کی۔

رب ارنی انظر الیک

ترجمہ : "اے میرے رب تو مجھے اپنا جلوہ دکھا دے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہوا "لن ترانی"

ترجمہ : اے موسیٰ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اصرار کیا اور دیدار الٰہی کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

واذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلتہ

Marfat.com

(سورہ بقرہ 51)

ترجمہ : اور جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا۔
چالیس رات گزرنے کے بعد اللہ نے اپنی صفات کی صرف ایک تجلی کا جلوہ حضرت موسیٰ پر ظاہر فرمایا جسے دیکھنے کی تاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ لاسکے۔ اور بے ہوش ہوگئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی ذات کا مشاہدہ نہیں کیا صرف ایک تجلی اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی جسے دیکھ کر آپ کو یہ کمال حاصل ہوا کہ آپ کی بینائی بہت روشن ہوگئی۔ علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بینائی کا یہ عالم ہوگیا کہ وہ کالی چیونٹی کو اندھیری رات میں تیں میل کی دوری سے دیکھ لیا کرتے تھے۔"

(ملاحظہ ہو شفا شریف)

مسلمانو! غور فرمایئے جس کی آنکھ نے صرف نور الٰہی کی ایک تجلی دیکھی ہو پھر اس آنکھ کی بصارت کا یہ عالم ہو جائے کہ ایک کالی چیونٹی گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں ہزار ہا نشیب و فراز کے باوجود تیں میل کی دوری سے نظر آجائے تو ذرا سوچیئے! اس آنکھ کی نورانیت و بصارت کا کیا عالم ہوگا جس آنکھ نے عین ظاہری حالت میں اپنی آنکھ سے ذات الٰہی کا مشاہدہ کیا ہو اور اللہ جل مجدہ کا دیدار اس شان سے کیا ہو کہ قرآن مجید جس کی گواہی اس طرح دے۔

مازاغ البصر وما طغی (سورہ نجم 17)

ترجمہ : "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی"

اس آیت کریمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ شب معراج کے موقع پر دیدار الٰہی کا جلوہ دیکھتے وقت آپ ﷺ کی نگاہیں اپنے مقصود کی دید میں محو رہیں۔ ادھر ادھر' دائیں بائیں' کسی اور جانب مائل نہیں ہوئیں' نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے۔

ایمان و ضمیر سے فیصلہ کیجئے کہ جس آنکھ نے خداوند قدوس کو دیکھا اس آنکھ سے

Marfat.com

کیا خدا کی خدائی چھپ سکتی ہے ہرگز نہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ چاندنی رات تھی میں نے بارگاہ نبوت ﷺ میں عرض کیا۔

"کیا آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "نعم عمر عائشہ"

"ہاں عائشہ وہ عمر فاروق ہیں۔"

(ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف' اشعۃ اللمعات 666 جلد 4)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ حضور سرور کونین ﷺ کو آسمان کے ستاروں کی تعداد کا بھی علم ہے اور اپنے امتیوں کی نیکیوں اور اعمال و افعال کا بھی علم ہے۔ اتنی واضح اور روشن دلیلوں کے باوجود کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم غیب نہیں۔ وہ اس حقیقت کا انکار کیوں کرتے ہیں آیئے ذرا اس پر بھی غور کر لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب

(سورہ انعام 50)

ترجمہ : تم فرما دو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ کے پاس نہ تو اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی علم غیب ہے۔ یہی وہ آیت کریمہ ہے جس کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ غیب نہیں جانتے اور اسی آیت مبارکہ کو بڑی شد و مد کے ساتھ پڑھ کر حضور ﷺ کے علم کی نفی کرتے ہیں۔

محترم مسلمانو! جہاں تک مذکورہ بالا آیت مبارکہ کا تعلق ہے یہ آیت مبارکہ کفار و مشرکین کی دنیوی زندگی کی مذمت میں نازل ہوئی وہ کفار و مشرکین کہ جن کی ساری

Marfat.com

کدو کاوش اور دوڑ دھوپ کا مدعا دولت اور عزت کا حصول تھا۔ جن کے دن اس جستجو میں گزرتے کہ کسی طرح وہ دولت مند ہو جائیں اور راتیں اس فکر میں بسر ہوتیں کہ کسی طرح ان کے جاہ و جلال کا پرچم لہرانے لگ جائے۔ جب سرکار دو عالم ﷺ نے دعوت اسلام کا آغاز فرمایا تو کفار و مشرکین ناسمجھ بچوں کی طرح مسلمان ہونے کے لئے ایسی شرطیں لگاتے کہ جس سے وہ دولت مند ہو جائیں۔ وہ کہتے اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں ڈھیروں دولت عطا کر دیجئے تاکہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں۔ کوئی کہتا پہاڑوں کو سونا کر دیجئے۔ کوئی کہتا یہ تپتے ہوئے ریگستانوں کو گلشن و گلزار بنا دیجئے کوئی کہتا ہمیں ہمارے مستقبل کی خبریں دیجئے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے' کوئی کہتا اگر آپ اور کچھ نہیں کرسکتے تو اتنا ہی بتا دیجئے کہ اس سال جنس کا بھاؤ چڑھ جائے تاکہ ہم جنس کا ذخیرہ کر لیں اور جب بھاؤ تیز ہو جائے تو اس کو فروخت کر کے خوب نفع کمائیں۔

اگر آپ نے یہ ساری باتیں ثابت کر دیں تو ہم جانیں گے کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور آپ پر ایمان لانے سے ہمیں فائدہ ہوا۔ اگر آپ پر ایمان لانے کے باوجود ہماری معاشی بدحالی جوں کی توں رہی تو پھر آپ کو نبی ماننے سے ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ محترم مسلمانو! کفار و مشرکین کی اس بگڑی ہوئی ذہنیت کی اصلاح کے لئے اللہ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ سے یہ اعلان کروا دیا کہ۔

"اے میرے پیارے محبوب نبی آپ اپنی زبان حق ترجمان سے ان کفار و مشرکین سے یہ فرما دیں کہ اے مشرکو! میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ میں اس بات کا دعویٰ کرنے نہیں آیا کہ میں تمہارے ان ریتیلے ٹیلوں کو ہموار کر کے رشک ارم بنا دوں گا۔ خشک زمینوں میں پانی کے چشمے بہا دوں گا۔ نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں ذاتی علم غیب جانتا ہوں۔ میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ میں اللہ کا آخری نبی بن کر آیا ہوں اور تمہیں اللہ سے ملانے کے لئے آیا ہوں۔ تمہارے اجڑے ہوئے دلوں کو بسانے کے لئے آیا ہوں۔ میں تو تمہارے گلشن حیات میں نیکی تقویٰ' پرہیزگاری اور خوش اخلاقی کے سدا بہار پھول کھلانے آیا ہوں۔

Marfat.com

میں اس لئے اس عالم دنیا میں نہیں آیا کہ تمہیں دال، چینی، گھی، آٹا، جو، کھجور اور پھلوں کے بھاؤ بتاؤں، میں تو تمہیں اس جنس کا بھاؤ بتانے آیا ہوں کہ جس کی قدر و قیمت بازار محشر میں اتنی زیادہ ہوگی کہ جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اسلام کی اشاعت و قبولیت کا انحصار لالچ، حرص اور طمع پر نہیں بلکہ معرفت الٰہی پر ہے۔ خبردار کوئی اس لالچ میں اسلام قبول ہرگز نہ کرے کہ اسے فلاں جاگیر مل جائے گی۔ زمین میں چھپا ہوا خزانہ اس کے ہاتھ آجائے گا۔ بلکہ اللہ کے ہاں تو وہی ایمان کامل ہوگا جو حق کو حق سمجھ کر قبول کیا جائے گا۔

محترم مسلمانو! یہ تھا وہ مقدس اعلان جو اس مقدس ہستی سے کرایا گیا کہ جن کی انگلی کے ایک اشارے سے چاند دو ٹکرے ہوا اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹ آیا۔ فرمایا کہ اے کفار! میں رب ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کی قدرت کے سارے خزانے میرے قبضے میں ہیں یا مجھے خود بخود غیب کا علم ہے۔

محترم مسلمانو! اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں بتایئے کہ مذکورہ بالا ارشاد ربانی سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضور سرور انبیاء ﷺ کو علم غیب بھی نہیں تھا۔ مذکورہ بالا ارشاد میں کل علم غیب کا ذکر ہے۔ مطلق علم غیب کا نہیں۔ مذکورہ آیت کریمہ کو جو لوگ حضور سرور کونین ﷺ کے علم غیب کی نفی کے لئے سند بناتے ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضور ﷺ کے جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے حضور ﷺ کے علم غیب عطائی کی نفی ہرگز نہیں ہورہی۔

مسلمانو! علم غیب کے سلسلے میں اگرچہ اب تک اتنا کچھ بیان کیا جاچکا ہے کہ مزید قلم اٹھانے کی ضرورت نہیں اور یہ امید بھی ہے کہ یہ تحریر اس سلسلے میں حرف آخر بھی ثابت ہو۔ مگر اتنا کچھ جاننے کے باوجود کچھ لوگ حضرت سیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین کی لگائی ہوئی تہمت کو حضور ﷺ کے علم کے انکار کی دلیل بناتے ہیں۔ لہٰذا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ پر بھی کچھ

Marfat.com

عرض کر دیا جائے۔

5 ہجری کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ ایک قافلے کے ہمراہ غزوہ بنی المصطلق سے مدینہ تشریف لا رہے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قافلے کے ہمراہ تھیں جب یہ قافلہ ایک مقام پر ٹھہرا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ضرورت کے لئے ایک گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ اتفاق کی بات کہ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اور آپ اس کو تلاش کرنے لگیں۔

ادھر قافلہ جانے کی تیاری کرنے لگا۔ قافلے والوں کو یہ گمان رہا کہ ام المومنین اپنے اونٹ پر محمل میں تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا قافلہ چل دیا۔ جب آپ واپس آئیں تو دیکھا کہ قافلہ جا چکا ہے۔ لہٰذ آپ اسی جگہ پر تشریف فرما ہو گئیں۔ آپ کو یقین تھا کہ ان کی تلاش میں کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا۔

چنانچہ یہی ہوا حضرت صفوان رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب انہوں نے ام المومنین کو تنہا دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے بلند آواز میں بولے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے پردہ کر لیا۔ اور اونٹنی پر سوار ہو کر قافلے میں جا ملیں۔ منافقوں کو زبان کھولنے کا موقع مل گیا۔ اور خاندان نبوت کی عزت و عظمت سے کھیلنے کے لئے بدگوئی شروع کر دی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بہتان کو سن کر بیمار ہو گئیں اور اس صدمہ سے اس قدر روئیں کہ آنسو نہ تھمتے تھے' اور ایک ماہ تک اشکباری کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار حضور سرور کونین ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت اور پاکیزگی کی خود اللہ نے گواہی دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لکل امری منھم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم

(سورہ نور 11)

ترجمہ : ان میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس

Marfat.com

نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس بہتان طرازی میں جس نے جس قدر حصہ لیا اسے اسی قدر عذاب دیا جائے گا۔ اس واقعہ میں جہاں منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات مقدسہ پر بہتان عظیم لگا کر آپ کی عزت و ناموس سے کھیلنے کی کوشش کی وہاں اس واقعہ میں کچھ لوگوں نے حضور ﷺ کے علم پر بھی تابڑ توڑ حملے کیے کہ اگر حضور ﷺ کو علم غیب ہوتا تو وہ ضرور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف داری کرتے ان کی غم گساری فرماتے مگر حضور ﷺ خود اس واقعہ سے افسردہ ہوگئے۔

اس واقعہ میں منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو تہمت لگائی اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں تھا کہ حضور ﷺ کی نبوت اور دین اسلام کی حقانیت کی تنقیص کر کے اسلام کی بنیادوں کو منہدم کر دیا جائے۔ منافقین اہل عرب کو یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ جس نبی کے گھر کا یہ حال ہے اس کی نبوت و رسالت کی صداقت کو کیوں کر تسلیم کیا جائے۔

مگر افسوس ہے ان اسلام کے نام لیواؤں پر جو منافقین کے اس ذلیل اور گھٹیا الزام کے واقعہ کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ کے علم کے انکار کی راہیں نکالنے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اگر حضور ﷺ کو اپنی اہلیہ محترمہ کی پاک دامنی کا نزول وحی سے پہلے علم ہوتا تو آپ اضطراب و پریشانی میں مبتلا کیوں ہوتے۔ آپ 37 روز تک اپنے اہل سے جدا کیوں رہے۔ جب قرآن مجید نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پاک دامن اور منافقوں کو جھوٹا قرار دیا تب جا کر اصل حقیقت آپ پر ظاہر ہوئی۔

اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ اس واقعہ سے بہت رنجیدہ اور افسردہ ہوئے مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ آپ ﷺ کو اپنی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عزت و ناموس پر شک تھا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کو اس بات کا علم تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

پاک دامن ہیں اور منافقین غلط تہمت لگا رہے ہیں۔ مگر آپ کا رنجیدہ ہونا اصل میں کفار و منافقین کی بے ہودہ گوئی اور جھوٹی تہمت کی وجہ سے تھا۔ آپ کے مغموم و پریشان ہونے کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ کو حقیقت کا علم نہ تھا بلکہ آپ کو تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طیبہ و طاہرہ اور پاکیزہ و پارسا ہونے کا ایسا کامل یقین تھا کہ نزول وحی سے پہلے ہی آپ نے اللہ کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا۔

"کون ہے جو ایسے شخص کے متعلق میری طرف سے خیر خواہی کرے جس نے میری زوجہ کے متعلق مجھے رنج اور اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم میں اپنی زوجہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔"

(دیکھئے بخاری شریف صفحہ 595)

اہل ایمان غور فرمائیں کہ نزول وحی سے پہلے حضور ﷺ اللہ جل مجدہ کی قسم کھا کر تہمت کے جھوٹ ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں اور ایسا واضح اعلان فرما رہے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے اپنی زوجہ میں خیر کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ حضور تاجدار رسالت ﷺ کے اس واضح اور دو ٹوک ارشاد سے واضح ہوگیا کہ نہ تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر شک تھا اور نہ ہی آپ اصل حقیقت سے بے خبر تھے۔ ایک سچے اور وفادار امتی کے لئے تو اپنے نبی کا اتنا ارشاد ہی کافی ہے۔

اب اگر کوئی بدنصیب حضور ﷺ کی قسم پر بھی اعتبار نہ کرے اور یہی رٹ لگاتا رہے کہ حضور ﷺ کو علم نہ تھا تو ایسے متعصب کے لئے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان شاء اللہ ایسے گستاخ و بے ادب کو آج نہیں تو کل بروز محشر میں اس بیباکی اور گستاخی پر ایسی دردناک سزا ملے گی جو کبھی معاف نہ ہوگی۔

اس واقعہ میں حضور ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے صبر و شکر کا امتحان تھا کہ جھوٹی تہمت ہونے کے باوجود آپ نے معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور خود جج بن کر فیصلہ کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ حکم الٰہی کا انتظار فرمایا۔ اگر حضور ﷺ خود ہی فوراً فیصلہ کر دیتے تو جو شرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سورہ نور کے نزول سے حاصل ہوا اور جو قیامت تک آپ کی عزت و عظمت اور ناموس کا اعلان کرتا رہے گا وہ شرف آپ کو کہاں حاصل ہوتا۔

پس قرآن و حدیث سے واضح ہوا کہ حضور سرور کونین غیب داں ہیں اور جو کچھ

Marfat.com

زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب کا علم حضور ﷺ کو ہے۔ اور جو شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا انکار کرے بلاشبہ وہ قرآن و احادیث کا منکر ہے اور قرآن و حدیث کا منکر کافر و مرتد ہے۔ حضور سرور کونین ﷺ کا غیب داں ہونا اللہ کی عطا سے ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو غیب داں بنایا تو آپ غیب داں ہوئے۔

اللہ کا عالم الغیب ہونا ذاتی' لامحدود' لامتناہی' قدیمی' ازلی اور ابدی ہے جب کہ حضور ﷺ کا علم غیب عطائی' حادث اور محدود ہے۔ ذاتی کا عطائی سے' لامحدود کا محدود سے' قدیمی کا حادث سے اور لامتناہی کا متناہی سے کوئی موازنہ نہیں ہوسکتا۔ دونوں کا زمین اور آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے۔ جس کسی نے یہ کہنے کی جرات کی کہ حضور کے علم کو اللہ کے علم سے ملا دیا تو ایسا کہنا سراسر بے دینی ہے کیوں کہ لامحدود کو محدود سے ملانا سوائے گمراہی اور بے دینی کے کچھ نہیں۔

اللہ کے ذاتی علم غیب اور حضور ﷺ کے عطا کردہ علم غیب میں کوئی شراکت' کوئی ہمسری' کوئی برابری نہیں۔ جب شراکت اور برابری نہیں تو پھر شرک کہاں رہا۔ شرک تو اس وقت ہوتا جب کوئی حضور ﷺ کے علم غیب کو ذاتی' قدیمی' ازلی' ابدی' لامحدود کہتا جو یقیناً اللہ کے لامحدود اور ذاتی علم غیب میں شراکت ہو جاتی اور ایسی شراکت شرک ہے۔

پس جو لوگ حضور ﷺ کو بعطائے الٰہی غیب داں مانتے ہیں وہ مشرک نہیں ہوسکتے بلاشبہ وہ اہل ایمان ہیں اور جو لوگ حضور ﷺ کے غیب داں ہونے کا انکار کرتے ہیں ایسے لوگ قرآن و احادیث کے منکر ہیں ان کے اس انکار سے قرآن کی کئی آیات کا انکار ہو جائے گا جو یقیناً کفر ہے اور کافر و مرتد ہرگز و ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتے اور جو لوگ حضور ﷺ کا غیب داں ہونا ذاتی' لامحدود' لامتناہی' اور قدیمی صفات کے تحت مانتے ہیں بلاشبہ وہ مشرک ہیں۔

❁❁❁

Marfat.com

❁❁❁

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نور ہے اور نور ہونا اللہ کی صفت ہے اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اللہ نور السموات والارض (سورہ نور 35)

ترجمہ : "اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا"

ثابت ہوا کہ نور ہونا صرف اور صرف اللہ ہی کی صفت ہے اس کی اس صفت میں کوئی دوسرا شریک ہرگز نہیں۔ مگر قرآن مجید میں اللہ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا۔

قد جاء کم من اللہ نور (سورہ مائدہ 15)

ترجمہ : "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔"

اس آیت مبارکہ میں عالم اسلام کی تمام برگزیدہ ہستیوں نے نور سے مراد حضور سرور کونین ﷺ ہی کو لیا ہے۔ (ملاحظہ کیجئے تفسیر کبیر میں ص 395 تفسیر ابن عباس ص 12 تفسیر خازن جلد اول ص 417 روح البیان جلد اول ص 548)

ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ کون سی شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا تو حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

یاجابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

ترجمہ : "اے جابر بے شک اللہ نے سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا نہ جن تھا نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے ایک حصے سے قلم

Marfat.com

پیدا کیا دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا اور ...... ساری کائنات کو پیدا فرمایا"

(ملاحظہ کیجئے۔ مواہب الدنیہ شریف ص 9 جلد اول' زرقانی شریف ص 46 جلد اول نشر و طیب از اشرف علی تھانوی دیوبندی) ایک اور حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری

ترجمہ : میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے۔

(ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ)

حضور سرور کونین ﷺ کا ایک ارشاد اور سنیئے۔ ارشاد فرمایا۔

اول ماخلق اللہ نوری کل خلائق من نور وانا من نور اللہ

ترجمہ : "سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا' میرے نور سے سارے عالم کو پیدا فرمایا اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔"

(ملاحظہ ہو تحفہ الصلوۃ الی النبی المختار ص 14)

آخر میں ایک اور ارشاد سن لیجئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد

(بخاری شریف' ترمذی شریف)

ترجمہ : "میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔"

اس حقیقت کو سب جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے سب سے پہلے بشر سب سے پہلے انسان اور سب سے پہلے آدمی ہیں آپ سے پہلے نہ کوئی انسان تھا نہ بشر اور نہ ہی کوئی آدمی۔ مگر حضور سرور کونین ﷺ کا یہ فرمان کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بھی نبی تھا اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کی تخلیق انسانیت' بشریت اور آدمیت سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ بحیثیت بشر کے بعد میں ظاہر ہوئے حقیقت میں آپ نور ہی ہیں جو آدم علیہ السلام سے بہت

Marfat.com

پہلے جلوہ گر ہوئے۔

آپ ﷺ پہلے نور بعد میں بشر ہیں۔ اللہ نے آپ کی ذات بابرکات کی تخلیق بشریت کی ابتداء سے پہلے کی ہے مگر دنیا میں لباس بشری میں جلوہ افروز ہوئے۔ لباس بدلنے سے حقیقت ہرگز نہیں بدلتی' ہر کوئی جانتا ہے کہ حضرت جرائیل امین نور ہیں مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس تشریف لاتے ہیں تو لباس بشری میں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

فتمثل لھا بشرا سویا (سورہ مریم 17)

ترجمہ : "وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ہمارے پاس ایک آدمی آیا حضور سرور کونین ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا یہ شخص کون تھا؟ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا **اللہ و رسولہ اعلم** یعنی "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔" تو حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فانہ جبریل (وہ جبریل ہے)

(ملاحظہ کیجئے صحیح بخاری شریف مشکوۃ المصابیح ص 11 دار قطنی ص 281)

جو لوگ حضور ﷺ کو بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں وہ دیدہ عبرت سے مذکورہ دونوں واقعات سے سبق حاصل کریں کہ حضرت جرائیل امین نور ہوتے ہوئے بھی بشری لباس میں حضرت مریم اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے بالکل اسی طرح حضور ﷺ بھی لباس بشری میں اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے لیکن حقیقت آپ ﷺ کی نور ہے۔

محترم مسلمانو! کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ ہماری طرح ایک بشر ہیں ان کا یہ عقیدہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم (سورہ کہف 110)

Marfat.com

ترجمہ : "تو فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔"

مذکوہ بالا آیت کریمہ میں لفظ "قل" پر غور فرمایئے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے محبوب ﷺ میں آپ کو بشر نہیں کہوں گا بلکہ آپ خود اپنی زبان سے "قل" یعنی کہہ دیں ان کفار و مشرکین سے کہ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ معلوم ہوا کہ خالق کائنات نے اپنے پیغمبر کو خود بشر نہیں کہا بلکہ حضور ﷺ سے کہلوایا۔ اسی آیت مبارکہ کے آگے قرآن مجید میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

"یوحی الی" ترجمہ : "مجھے وحی آتی ہے"

جس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ وہ عظیم بشر ہیں کہ جن پر وحی کا نزول ہوتا ہے ایسی عظیم ہستی کہ جن کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل امین بھی دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ تو ہم جیسے بشر ہیں یقین جانیئے یہ انتہائی درجے کی بے ادبی ہے۔

ہمارا یہ ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ کوئی جن ہیں نہ فرشتہ اور نہ ہی آپ خدا ہیں بلکہ آپ بشر ہی ہیں لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ کے ان تمام اعلی و ارفع خطابات کو تو چھوڑ دیا جائے کہ جن کہ سبب آپ تمام کائنات میں افضل و اکمل ہوئے اور صرف بشر ہی بشر کہا جائے۔

حضرت امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ **قل انما انا بشر** کی آیت رسول اکرم ﷺ کی تواضع و انکساری کا ایک نمونہ ہے۔

(ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد پنجم ص 516)

حضرت امام رازی رحمتہ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا قول سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کا اپنے محبوب ﷺ سے بشر کہلوانا اور پھر آپ کا لوگوں سے یہ کہنا کہ میں تو تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں یہ سب انکساری اور تواضع کے طور پر تھا۔ قرآن مجید میں جابجا کفار مشرکین کا طریقہ بیان کیا گیا کہ وہ انبیائے کرام کو اپنے ہی جیسا کہتے تھے۔ کفار مکہ بھی چونکہ حقیقت مصطفیٰ ﷺ سے ناآشنا تھے اور وہ بھی اس

لمحہ لمحہ

Marfat.com

گمراہی میں مبتلا تھے اس لئے وہ بھی حضور اکرم ﷺ کو اپنا ہی جیسا ایک انسان سمجھتے تھے۔

مگر قرآنی آیت "یوحی الی" نے حضور سرور کونین ﷺ اور ایک عام انسان کے درمیان واضح فرق کر دیا۔ اس واضح فرق کے باوجود اگر کوئی حضور سرور کونین ﷺ کو اپنا جیسا بشر سمجھتا ہے اور اس کا یہ دعویٰ اس بنیاد پر ہے کہ نبی بھی مخلوق تو ہم بھی مخلوق ان کے بھی ہاتھ پاؤں' ناک' کان' اور دیگر اعضاء تھے اور ہمارے بھی ہیں وہ بھی کھاتے' پیتے' سوتے' جاگتے اور چلتے پھرتے تھے اور ہم بھی یہی عمل کرتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے تھے اور ہم بھی پڑھتے ہیں وہ بھی حج کرتے تھے تو ہم بھی حج کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بھی شادیاں کیں اور ہم بھی کرتے ہیں اگر بشریت کی کسوٹی یہی ہے تو اس کسوٹی اور معیار پر بھی ہم حضور ﷺ کے ہمسر نہیں ہوسکتے کیوں کہ آپ ﷺ کے اعضائے بدن' اعمال و افعال ہم سے قدر مختلف ہیں۔

ہر اہل نظر اس حقیقت سے واقف ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا جب کہ ہمارا سایہ ہے۔ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی جب کہ ہمارے جسم پر مکھیاں بیٹھتی ہیں۔ آپ ﷺ کا پسینہ مشک و عنبر اور گلاب سے زیادہ خوشبودار تھا جب کہ ہمارے پسینے میں بدبو آتی ہے۔ حضور سرور کونین ﷺ سارے عالمین کو اس طرح دیکھتے جس طرح اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں دیکھتے۔ جب کہ ہم وہی کچھ دیکھ سکتے ہیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے آپ کی آنکھیں سوتیں تو دل بیدار ہوتا جب کہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں تو دل بھی سوتا ہے۔ آپ پر نماز تہجد فرض تو ہم پر نہیں۔

ہم پر زکوۃ فرض تو آپ پر نہیں' ہم ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتے ہیں تو آپ ﷺ چار سے بھی زیادہ رکھ سکتے ہیں آپ کا وضو نیند سے بھی نہیں ٹوٹتا جب کہ ہمارا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے اعضائے بدن افعال و اعمال ہماری مثل ہرگز

Marfat.com

نہیں۔

قل انما انا بشر مثلکم

کا یہ ارشاد کفار و مشرکین کو سمجھانے کے لئے ہے جو حقیقت نبوت سے نا آشنا تھے جب کہ صحابہ کرام جو حقیقت مصطفوی سے آشنا تھے اور جن کے دل معرفت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی آماجگاہ بن گئے تھے ان سے فرمایا **ایکم مثلی** (مشکوۃ شریف) تم میں کون ہے جو میرے مثل ہو۔ کہیں اس طرح ارشاد فرمایا۔

انی لست مثلکم

میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(ملاحظہ کیجئے بخاری شریف جلد دوئم ص 1084)

پیارے مسلمانو! حضور سرور کونین ﷺ سے ہمسری کا دعویٰ تو بہت بڑی بات ہے قرآن مجید میں تو اللہ نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔

ینساء النبی لستن کاحد من النساء (سورہ احزاب 32)

ترجمہ : ”اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔“

غور فرمایئے! جو خوش نصیب خاتون حضور ﷺ کے نکاح میں آجائے ان کا مقام و مرتبہ تو اس قدر بلند کہ وہ تمام عورتوں میں بے مثل اور بے مثال ہو جائے اور کوئی عورت ازواج مطہرات کی مثل نہ ہو اور حضور ﷺ کا مقام و مرتبہ یہ کہ وہ ہماری طرح بشر کہلائیں؟ **نعوذ باللہ من ذلک**

پیارے مسلمانو! حضور سرور کونین ﷺ کو بشر کہنا ہرگز اہل ایمان کا طریقہ نہیں بلکہ یہ کفار و مشرکین کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے کسی نبی کو جس نے بشر کہا وہ شیطان تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قال لم اکن لاسجد لبشر (سورہ حجر 33)

ترجمہ : ”مجھے زیبا نہیں ہے کہ بشر کو سجدہ کروں“

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتِ کریمہ پر غور فرمایئے کہ حضرت آدم کو بشر کہنے والا

Marfat.com

پہلا گستاخ اور بے ادب شیطان تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کو بشر کہنا شیطانی عمل ہے۔ اسی طرح شیطان کے پیروکار یعنی کفار و مشرکین بھی انبیائے کرام کو بشر کہا کرتے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں کفار و مشرکین نے کہا۔

مانرک الا بشر امثلنا (سورہ ھود 27)

ترجمہ : "ہم تو تمہیں اپنا جیسا ہی بشر دیکھتے ہیں۔"

اسی طرح قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام' حضرت عاد علیہ السلام' حضرت ثمود علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے اپنے اپنے نبیوں سے یہی کہا۔

ان انتم الا بشر مثلنا (سورہ ابراہیم 10)

ترجمہ : "تم لوگ تو ہماری ہی طرح بشر ہو۔"

حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانے کے کافروں نے حضرت شعیب سے کہا۔

وما انت الا بشر مثلنا (سورہ شعراء 186)

ترجمہ : "تم تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو"

معلوم ہوا کہ انبیاء کو بشر کہنا شیطان اور کفار و مشرکین کا طریقہ ہے۔ اہل ایمان کا نہیں۔ مومنوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ نبی ہماری طرح بشر ہیں۔ جن آیات مبارکہ میں انبیائے کرام سے یہ کہلوایا گیا کہ ہم تم جیسے بشر ہیں اس سے مراد صرف یہ ہے کہ جس طرح انسان اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء بھی اللہ کے خاص بندے ہیں جس طرح کفار و مشرکین نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک بالکل اسی طرح انبیائے کرام بھی نہ خدا ہیں نہ اس کے بیٹے اور نہ ہی اس کے شریک۔

کفار و مشرکین کے سامنے حضور ﷺ کا بارہا اپنی بشریت کا اعلان کرنا اس وجہ سے بھی تھا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر ان کو خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا ایک تو بغیر باپ کے پیدا ہونا اور دوسرے مردوں کو زندہ کر دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ معجزات تھے جسے دیکھ کر عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا ہمارے پیارے رسول حضرت محمد

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی تو سراپا معجزہ تھی۔

اہل مکہ بھی حضور ﷺ کے بہت سے معجزے دیکھ چکے تھے آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہونا، ڈوبے ہوئے سورج کا دوبارہ پلٹنا آپ کے ہاتھ پر کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، وہ معجزات تھے جنہیں دیکھ کر یہ قوی امکان تھا کہ اہل مکہ بھی حضور ﷺ کو اللہ کا بیٹا کہہ دیں۔ اسی اندیشے کے پیش نظر بار بار اپنی بشریت کا اعلان فرمایا۔

دلائیل و براہین سے یہ بات واضح ثبوت کو پہنچی کہ جس طرح ہم خدا نہیں، خدا کے بیٹے نہیں، جن نہیں، فرشتے نہیں، بلکہ بشر ہیں بالکل اسی طرح حضور سرور کونین ﷺ بھی خدا نہیں، خدا کے بیٹے نہیں، جن نہیں، فرشتے نہیں، بلکہ اللہ کے خاص بندے اور بشر ہیں ذرا بتایئے اس کلام سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ ہر ایرا غیرا یہ کہتا پھرے کہ حضور ﷺ تو ہمارے جیسے ایک بشر ہیں۔ معاذ اللہ ثمہ معاذ اللہ۔

کہاں ہماری بشریت اور کہاں افضل البشر فخر موجودات افضل الانبیاء، محبوب کبریا ﷺ کی بشریت۔

یہ حقیقت ہے کہ ظاہری طور پر آپ بشر ہی ہیں۔ مگر ہم جیسے بشر نہیں بلکہ وہ بشر ہیں جن پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ جنہیں اللہ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ جن کی بشریت فرشتوں کی نورانیت سے افضل و اکمل ہے، جو نبیوں کے امام اور رسولوں کے خطیب ہیں۔ جن کی زبان منشائے خداوندی کی ترجمان، جن کی اطاعت خداوند قدوس کا فرمان جن کی بیعت، بیعتِ رحمان، جن کی تعظیم جانِ ایمان

ذرا بتایئے کیا اس شان کا بشر اس عالم جہاں میں موجود ہے؟

جن کا سینۂ اقدس وحیِ الٰہی کی آماجگاہ ہو، کیا ایسا کوئی دوسرا بشر ہے؟

بعد از خدا بزرگ توئی، حضور ﷺ کی شان ہے کیا اس شان والا کوئی دوسرا بشر ہے؟

آپ کی انگلی کے اشارے پر چاند دو ٹکڑے ہوا، ذرا بتایئے اس شان کا کوئی دوسرا بشر ہے

Marfat.com

ڈوبا ہوا سورج آپ کے حکم سے واپس پلٹ آیا ازروئے ایمان بتایئے کیا اس دھرتی پر ایسا کوئی دوسرا بشر ہے۔

جن کی انگلی مبارکہ سے پانی کے چشمے جاری ہوئے یہ کمال حضور ﷺ کا ہے۔ کیا اس سرزمین پر اس خوبی کا مالک کوئی دوسرا بشر ہے؟

جواب اپنے ایمان اور ضمیر سے طلب کیجئے۔

مسلمانو! یاد رکھو حضور سرور کونین ﷺ کو محض بشر سمجھنا اور آپ کی ذات مبارکہ کو عام انسانوں کی سطح پر لے آنا نہ صرف شدید قسم کی گمراہی اور بے دینی ہے بلکہ تمام گمراہیوں کی جڑ ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت ہم پر واضح ہو جائے گی کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ ایسے آئے ہیں جو انبیائے کرام نے عجز و انکساری کے طور پر اپنے لئے استعمال کئے ہیں مگر کوئی غیر ان کی شان میں وہی الفاظ کہے تو وہ گستاخ و بے ادب کہلائے گا۔ مثلاً قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کی۔

ربنا ظلمنا انفسنا (سورہ اعراف 23)

ترجمہ : "اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا۔"

حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں اس طرح عرض کی۔

انی کنت من الظلمین (سورہ انبیاء 87)

ترجمہ : "بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔"

مذکورہ بالا دونوں آیات مقدسہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضرات انبیائے کرام نے اللہ کی بارگاہ عالیہ میں عاجزی و انکساری کے طور پر اپنے لئے "ظالمین" کے لفظ استعمال کئے۔ یہ ان کی کمال عاجزی ہے مگر کوئی دوسرا اگر ان حضرات قدسیہ کو ظالم کہے تو ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ کسی غیر کو یہ حق حاصل نہیں کہ انبیائے کرام کو ظالم کہے۔

اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔ یہ لفظ بشر فرمانے کی اجازت صرف حضور سرور

Marfat.com

کونین ﷺ کو ہے جو بطور تواضع انکساری کے آپ نے کفار کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے ارشاد فرمایا مگر حقیقت آپ ﷺ کی نور ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے میں نور تھا اور آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حریم ناز میں باریاب تھا۔

(ملاحظہ ہو کتاب الاحکام از امام ابن قطان)

ایک مرتبہ حضور سرور کونین ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جرائیل تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک نورانی تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

وعزہ ربی انا ذلک الکوکب

ترجمہ : ”میرے رب کی عزت کی قسم میں ہی وہ نورانی تارہ ہوں۔“

(ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان جلد اول 974)

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور سرور کائنات ﷺ کا نور اس وقت بھی جگمگا رہا تھا جب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور سید الملائکہ حضرت جرائیل علیہ السلام تخلیق بھی نہیں ہوئے تھے۔

شرح بخاری شریف میں حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا تو اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ زمین نہ چاند نہ سورج نہ کوئی جن نہ انسان کچھ بھی نہ تھا۔

(ملاحظہ کیجئے مواہب الدنیہ جلد اول 9)

پیارے مسلمانو! یاد رکھئے

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں کہ حضور کا نور اللہ کے نور کا جز ہے یا اللہ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور کے نور میں آگیا۔ ایسا عقیدہ رکھنا سخت گمراہی اور کفر ہے حضور کا نور اللہ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہوا اس کی کیفیت اور

Marfat.com

حقیقت سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اللہ کے ذاتی نور سے حضور کے نور کے پیدا ہونے کی یہ مثال اس طرح دی جاسکتی ہے کہ جیسے ایک شمع سے ہزار شمع روشن کی جائیں یا سورج کی روشنی سے چاند اور ستارے روشن ہوں۔ ایک شمع سے ہزار ہا شمع روشن ہوئیں کیا اس کی روشنی میں کمی آئی ہرگز نہیں۔ سورج نے جس پر روشنی ڈالی وہ روشن ہوگیا۔ سورج کے نور میں کمی ہوئی' نہ ہوئی۔ بلا تمثیل یہی مثال حضور کے نور کی اللہ کے نور سے پیدا ہونے کی ہے۔

پیارے مسلمانو! دلائل و براہین سے یہ ثابت ہوا کہ اگر اللہ نور ہے تو حضور ﷺ بھی نور ہیں فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ اللہ جل مجدہ کا نور ہونا ذاتی' قدیمی' ازلی' لامحدود و لامتناہی ہے جب کہ حضور ﷺ کا نور ہونا قدیمی' ازلی و ابدی نہیں بلکہ عطائی' محدود اور حادث ہے۔

اللہ نے آپ ﷺ کو نور بنایا تو آپ نور ہوئے۔ جب ذاتی کا عطائی سے' لامحدود کا محدود سے' لامتناہی کا متناہی سے اور قدیمی کا حادث سے کوئی موازنہ' کوئی ہمسری' کوئی برابری نہیں تو شراکت کیسی؟ جب شراکت کا شائبہ تک نہیں تو پھر شرک کیسا؟ شرک تو اس وقت ہوتا جب کوئی یہ کہتا کہ جس طرح اللہ کا نور ہونا ذاتی' قدیمی اور لامتناہی ہے اسی طرح حضور ﷺ کا نور ہونا بھی ذاتی' قدیمی اور لامتناہی ہے۔

تو جو لوگ بعطائے الٰہی حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں وہ ہرگز مشرک نہیں ہوسکتے۔ وہ پکے اور سچے مسلمان ہیں ان کے مسلمان ہونے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ان کا دامن شرک کی نجاست سے بالکل پاک و صاف اور چمکدار ہے کیوں کہ حضور ﷺ کا نور ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور جو لوگ حضور سرور کونین ﷺ کو صرف بشر ہی مانتے ہیں اور نور ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے منکر ہیں اور قرآن مجید کی کسی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے لہٰذا ایسے ہی منکر دراصل کافر و مرتد ہیں۔ اور جو لوگ حضور ﷺ کو نور' ذاتی' لامحدود' قدیمی صفات کے تحت مانتے ہیں وہ کھلے مشرک ہیں۔

Marfat.com

❁❁❁

محترم مسلمانو! اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

یاایھا الانسان ماغرک بربک الکریم (سورہ الانفطار 6)

ترجمہ : "اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنی صفت کریم کا ذکر فرمایا ہے جس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ اس کی اس صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ اگر کسی غیر کو کریم مانا تو یہ شرک ہو جائے گا مگر قرآنِ مجید میں اللہ اپنے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

انہ لقول رسول کریم (سورہ التکویر 19)

ترجمہ : "بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔"

غور فرمایئے مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں یہی کریم کا لفظ حضور سرور کونین ﷺ کے لئے بھی آیا ہے کیا یہ شراکت شرک ہے؟ کیا اللہ نے حضور سرور کونین ﷺ کو کریم بنا کر اپنا شریک کیا ہے؟ کیا اللہ نے شرک فی الصفات کا دروازہ خود کھولا ہے؟ ہرگز نہیں' پھر یہ مماثلت کیوں؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کا کریم ہونا ذاتی' قدیمی' لامحدود' لامتناہی' ازلی و ابدی ہے جب کہ حضور ﷺ کا کریم ہونا خودبخود نہیں اور نہ ہی قدیمی لامحدود' لامتناہی اور ازلی و ابدی ہے۔ اللہ نے آپ کو کریم بنایا تو آپ کریم ہوئے آپ ﷺ کا کریم ہونا محدود' حادث' متناہی اور عطائی ہے اور یہ صفات اللہ کی نہیں ہو سکتیں۔

ذرا سوچیئے جب لامحدود کا محدود سے' لامتناہی کا متناہی سے' قدیم کا حادث سے ذاتی کا عطائی سے برابری کا شائبہ تک نہیں تو پھر شرک کہاں رہا' شرک تو اس وقت ہوتا جب حضور سرور کونین ﷺ کو کریم ذاتی' لامتناہی اور لامحدود صفات کے تحت مانا جاتا۔ پس جو لوگ عطائے الٰہی حضور سرور کونین ﷺ کو کریم مانتے

Marfat.com

ہیں وہ قطعی مسلمان ہیں ان کے مسلمان ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں مگر جو حضور سرور کونین ﷺ کو کریم ماننے سے انکار کرتے ہیں وہ قرآن مجید کی آیت مقدسہ کے منکر ہیں اور یہی منکر دراصل کافر و مرتد ہیں۔ اور جو حضور سرور کونین ﷺ کو ذاتی' لامحدود' ازلی و ابدی صفات کے تحت کریم مانتے ہیں بلاشبہ ایسے لوگ کھلے ہوئے مشرک ہیں۔

❁❁❁

محترم مسلمانو! ہمارا ایمان کامل ہے کہ اللہ ہم سب کا مددگار' کارساز اور مشکل کشا ہے۔ مددگار' مشکل کشا اور کارساز ہونا اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ کی ان صفات میں نہ کوئی دوسرا شریک ہے نہ ہمسر' وہ اپنی اس صفات کاملہ میں یکتا اور قطعی بے نیاز ہے۔ وہ اپنے مقدس کلام قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

اياك نعبدو و ايك نستعين (سورہ فاتحہ آیت 4)

ترجمہ : "ہم تجھ ہی کو پوجیں اور تجھ ہی سے مدد چاہیں"

مذکورہ آیت سے ثابت ہے کہ اللہ ہمارا مددگار کارساز اور مشکل کشا ہے۔ ہر مشکل میں اللہ ہی سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ تمام انسانوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کرنا اسی وحدہ لاشریک کے ذمہ ہے۔ لیکن قرآن مجید میں ایک مقام پر یہ بھی ارشاد فرمایا۔

فان الله هو مولہ و جبریل و صالح المومنین والملئکتہ بعد ذلک ظهیر (سورہ تحریم آیت 4)

ترجمہ : "بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

انما وليكم الله ورسولہ والذين امنوا الذين يقيمون الصلوٰة (سورہ مائدہ 55)

Marfat.com

ترجمہ : "تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔"

نوٹ : مذکورہ بالا آیت کریمہ میں "ولیکم" آیا ہے اور مکتبہ دیوبند کے مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ میں ولی کے معنی مددگار ہی کے لکھے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے آیت

انت ولی فی الدنیا والاخرہ (سورہ یوسف 101)

اوپر دی گئی آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر مدد کرنے والا اللہ جل مجدہ ہے تو مدد کرنے والے نیک پرہیزگار نمازی' اولیائے کرام' ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ بھی ہیں ان آیات مبارکہ میں اللہ کے علاوہ انبیاء و اولیاء کے بھی مددگار ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ لہٰذا ان سے بھی بوقتِ ضرورت مدد مانگی جاسکتی ہے ذرا سوچیے اگر انبیاء اور اولیاء سے مدد لینا شرک و کفر ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ حضرت جبریل امین' نیک صالحین بندوں اور دیگر فرشتوں کو ہرگز مددگار نہ بناتا۔

تمام انبیائے کرام دنیا میں اسی لئے تشریف لائے کہ وہ شرک کا خاتمہ کرکے توحید الٰہی کی تعلیم دیں وہ نہ خود شرک کرتے ہیں اور نہ ہی اس کی تعلیم دیتے ہیں مگر قرآن کریم میں یہ بات ثبوت کے ساتھ موجود ہے کہ انبیائے کرام نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے ارشاد فرمایا۔

من انصاری الی اللہ

ترجمہ : "اللہ کی طرف میری مدد کرنے والا کون ہے"

قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورہ آلِ عمران 52)

ترجمہ : "حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ سے اپنے بوجھ اٹھانے والے معاون و مددگار کے لئے درخواست کی اور اس مدد و تعاون کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا نام بارگاہ خداوندی میں پیش کیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری

Marfat.com

(سورہ طٰہٰ پارہ 16 آیت 31)

ترجمہ : "اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون اس سے میری کمر مضبوط کر۔"

قرآن مجید کی ان دونوں آیات میں انبیائے کرام کا اللہ کے سوا مخلوق سے مدد لینے کا ثبوت موجود ہے اگر اللہ کے سوا مدد مانگنا شرک ہوتا تو وہ کبھی بھی مخلوق سے مدد کی درخواست نہ کرتے۔

اوپر دی گئی آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کتنے واضح انداز میں اپنی معاونت اور مدد کے لئے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے طلب فرما رہے ہیں مگر اللہ نے اپنے کلیم سے یہ نہیں فرمایا۔

"اے موسیٰ کلیم اللہ تم نے میرے سوا کسی غیر کا سہارا کیوں طلب کیا؟ کیا میں تمہاری معاونت اور مدد کے لئے کافی نہیں؟"

معلوم ہوا غیر سے مدد لینا سنتِ انبیاء اور منشائے الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے مدد کرنے کا ذکر فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس (سورہ بقرہ 87)

ترجمہ : "اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی"

اس آیت مبارکہ میں روح القدس حضرت جبرائیل امین ہیں جو کہ فرشتوں کا سردار ہے اور اللہ جل مجدہٗ کی مخلوق ہے۔ اگر اللہ کے سوا غیر کا مدد کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہرگز جبرائیل امین سے مدد نہ کراتا۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ (سورہ حج آیت 40)

ترجمہ : "اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔"

Marfat.com

اور سنیئے فرمان الٰہی ہے۔

یاایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم (سورہ محمد آیت 7)

ترجمہ : "اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔"

غور فرمایئے اوپر دی گئی دونوں آیات میں اللہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے مخلوق سے مدد کا حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ اے میرے بندو میرے دین کی مدد کرو میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔ خالق کا مخلوق سے مدد کا حکم فرمانا اگر شرک ہوتا تو اللہ کبھی مخلوق سے مدد کا حکم ارشاد نہ فرماتا۔

اس کے علاوہ کئی اور آیات مبارکہ بھی اس بات کا واضح ثبوت پیش کرنے کے لئے قرآن مجید میں موجود ہیں جس میں مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم موجود ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وتعاونوا علی البر و التقوی (سورہ مائدہ 2)

ترجمہ : "اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

قرآن مجید میں ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے

والمؤمنون والمؤمنت بعضھم اولیاء بعض (سورہ توبہ آیت 71)

ترجمہ : "اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔"

قرآن مجید میں ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے لئے بارگاہ خداوندی میں اس طرح گڑگڑا کر دعا مانگتے۔

واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (سورہ نساء 75)

ترجمہ : "اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے۔"

اس آیت مبارکہ کے بارے میں آتا ہے کہ اہل مکہ کے وہ مظلوم مسلمان جنہیں کفار مکہ نے قید کر دیا تھا اپنی رہائی اور مدد الٰہی کے لئے بارگاہ رب العالمین میں دعا کرتے تھے یہاں تک کہ ان مظلوم مسلمانوں کی دعا قبول ہوگئی اور اللہ نے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کو ان کا ولی، دوست، حامی و ناصر اور مددگار بنا کر مکہ معظمہ کو

Marfat.com

فتح کرایا اور مظلوم مسلمانوں کو کفار و مشرکین کے ظلم سے آزاد کرایا۔ اور یوں ان کی مدد فرمائی۔

ازروئے ایمان بتایئے کیا اللہ نے حضور ﷺ کو ولی اور نصیر یعنی حمایتی اور مددگار بنا کر شرک فی الصفات کا دروازہ کھولا ہے؟ معاذ اللہ کیا اللہ نے شرک کی تعلیم دی ہے؟ نعوذ باللہ۔

ہر اہل علم اس حقیقت کو جانتا ہے کہ جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تو مدینہ کے مسلمانوں نے دل کھول کر مہاجر مسلمانوں کی امداد کی جس کی وجہ سے انہیں انصار کا لقب دیا گیا جس کے معنی مددگار کے ہیں جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دین و دنیا کے کاموں میں اللہ والوں کی مدد لینا انہیں مددگار یا انصار کہنا شرک و کفر ہرگز نہیں بلکہ جائز' سنت صحابہ اور حکم الٰہی ہے۔ اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا توحید کے ہرگز خلاف نہیں۔

حضور ﷺ نے انصار اور مہاجرین کو ایک دوسرے کا دوست' مددگار' نائب اور وارث بنایا اور ایسا زبردست حامی و مددگار بنایا کہ انصار مسلمان اگر کفار و مشرکین سے جنگ کریں یا کفار ان پر ظلم و ستم کریں اور اس موقع پر وہ مہاجر مسلمانوں سے کفار کے مقابلے پر مدد مانگیں تو ان پر لازم کر دیا کہ وہ انصار مسلمانوں کی مدد کریں اس حقیقت کو قرآنِ مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے

وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر (سورہ انفال 72)

ترجمہ : "اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے"

اس آیت کریمہ سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب کسی ملک کے مسلمان کافر و مشرک سے رضائے الٰہی کے لئے جنگ کریں اور وہ دوسرے مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا لازم ہے۔ غور فرمایئے جب مسلمان ایک دوسرے کو مدد دے سکتے ہیں ایک دوسرے کی حاجت روائی کرسکتے ہیں تو حضور تو پوری اُمّت کے رسول ہیں۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو پوری اُمّت کا مالک' شریعت کا مالک' دین و دنیا کا مالک بنایا۔ آپ نے دنیا کے تمام مسلمانوں کے قلوب اور جان و بدن کو ایک کر دیا۔ اگر

Marfat.com

کوئی امتی آپ ﷺ کو سچے دل سے مدد کے لئے پکارے تو آپ ﷺ کے لئے بدرجہ اولیٰ واجب ہے کہ آپ ﷺ اپنے اس غلام کی مدد فرمائیں اس کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے حضور سرور کونین ﷺ کے بارے میں عہد لیا۔ تمام انبیائے کرام سے لیا جانے والا وہ عہد کیا تھا؟ قرآن کی زبان میں سنیئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے'

ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ (سورہ آل عمران 81)

ترجمہ : "پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔"

غور فرمایئے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام سے اللہ نے عہد لیا کہ نہ صرف تم میرے پیارے رسول ﷺ پر ایمان لانا بلکہ ان کی مدد بھی کرنا۔"

پیارے مسلمان بھائیو! بغض و عناد کی عینک اپنی آنکھوں سے اتار کر ان تمام آیات مبارکہ کا مطالعہ فرمایئے اور اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں بے لاگ ہو کر فیصلہ فرمایئے کہ ان تمام آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مدد مانگنے کا ثبوت موجود ہے یا نہیں؟ اگر ثبوت موجود ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی غیر سے مدد لینا شرک کیسے ہوسکتا ہے۔ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اذا نفلتت دآبتہ احد کم فلینا داعینونی یا عباداللہ

ترجمہ : "تم میں سے اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو چاہیئے کہ یوں پکارے اور کہے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔"

(ملاحظہ کیجئے کتاب الاذکار امام نووی رحمتہ اللہ ص 100)

غور فرمایئے اگر غیر سے مدد لینا شرک ہوتا تو حضور سرور کونین ﷺ اپنی امت کو کبھی مخلوق سے مدد لینے کی تعلیم نہ دیتے۔

Marfat.com

انبیاء و اولیاء کی امداد و استعانت کے انکار میں جو لوگ جن آیات کو دلیل بناتے ہیں ان آیات کا تعلق انبیاء اولیاء سے نہیں بلکہ بتوں سے ہے۔ جن کی بت پرست پوجا کرتے تھے ان کو مدد کے لئے پکارتے اور انہیں اپنا معبود و مسجود سمجھتے تھے۔ اللہ نے بت پرستوں اور ان کے جھوٹے معبودوں کی مذمت میں کئی آیات نازل فرمائیں۔ تعجب ہے ان آیات کو محبوبان خدا' انبیاء و اولیاء سے منسوب کر دیا گیا جو منشائے الٰہی کے خلاف اور خداوند قدوس کے مقدس کلام پر بہتان عظیم ہے جہاں تک **ایاک نستعین** (ہم تجھ ہی سے مدد چاہیں) کا تعلق ہے تو یہ جملہ دعائیہ ہے جو اللہ کے حضور بندوں کی طرف سے کی جاتی ہے۔ اور یہ دعا اللہ نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی ہے۔ اس کی پوری آیت **ایاک نعبدو و ایاک نستعین** ہے دونوں جملوں میں ایک رابطہ ہے جس کا الگ معنی لینا درست نہیں اور وہ رابطہ اس طرح ہوگا۔

"اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اس عبادت کرنے میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں"

لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس عالم اسباب میں اسباب سے قطع نظر کر لی جائے بیمار ہے تو علاج سے کنارہ کش ہو جائے' تلاش رزق کے وقت وسائل معاش سے دست بردار ہو جائے' حصول علم کے لئے صحبت استاد سے بیزار ہو جائے۔ اس طریقہ کار سے اسلام کا قطعی تعلق نہیں کیوں کہ وہ اللہ جو حکیم بھی ہے شافی بھی ہے اور رزاق بھی اسی نے ان نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کر دیا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے"

اور اس میں بھی کلام نہیں کہ محبوبان خدا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کی عاجزانہ اور نیاز مندانہ التجاؤں کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

امام بخاری اور دیگر محدثین کرام حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا

Marfat.com

اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا۔"

(حدیث قدسی)

تو اب اگر کوئی شخص ان محبوبان الٰہی کی جناب میں خصوصاً حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی دوری کے لئے التماس کرتا ہے تو یہ امداد و استعانت شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے ہاں اگر کسی ولی یا کسی شہید یا کسی نبی کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ اللہ نہ چاہے تب بھی یہ امداد کرسکتا ہے تو یہ شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔

کیوں کہ حقیقی مددگار کارساز اور دعا سننے والا صرف اللہ ہی ہے البتہ کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل ہستی سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت اللہ سے ہی استعانت ہے اور اس طرح کی استعانت تو امت رسول کا بارگاہ رسالت میں ہمیشہ معمول رہا ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا کسی نے ان سے کہا آپ کو جو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو۔ آپ نے صدا لگائی یا محمد تو پاؤں ٹھیک ہوگیا۔

(ملاحظہ ہو شفا شریف صفحہ 25 جلد دوئم)

حضرت امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یارحمتہ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدالظالمین فی موکب والمزدھم

ترجمہ: "اے رحمت اللعالمین ﷺ زین العابدین کی مدد کیجئے جو سواروں کے ہجوم کے اندر ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہیں۔"

کربلا کے میدان میں جب یزید کی ظالم افواج نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو خاک و خون میں دیکھ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں اس طرح عرض کی۔

یا محمداہ یا محمداہ صلی علیک اللہ وملک

Marfat.com

السماء

هذا حسین بالعرا مزمل بالد ماء مقطع الاعضاء

ترجمہ : "اے محمد ﷺ اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کا اور آسمان کے فرشتوں کا درود ہو یہ حسین (رضی اللہ عنہ) بے گور و کفن پڑے ہیں' خون میں لت پت اور اعضائے مبارکہ کٹے ہوئے ہیں۔"

(ملاحظہ البدایہ والنہایہ جلد 8 ص 193)

قصیدہ نعمان شریف میں کروڑوں حنفیوں کے امام' امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات جئتک قاصدا
ار جور ضاک واحتمی بحماک

ترجمہ : "اے سرداروں کے سردار ﷺ میں خلوص دل کے ساتھ آپ ﷺ کے حضور آیا ہوں اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کی پناہ میں دیتا ہوں۔" امام اعظم مزید عرض کرتے ہیں۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الوری
جدلی بجودک وارضنی برضاک

ترجمہ : "اے ساری مخلوقات سے بزرگ ترین اے نعمت الٰہی کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے۔

قصیدہ بردہ شریف میں حضرت علامہ امام بو میری رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ : "اے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بزرگ آپ ﷺ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔"

شمس العارفین حضرت شمس تبریزی رحمتہ اللہ اس طرح بارگاہ رسالت

Marfat.com

ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجز اند
عاجزاں رارہنما و جملہ راما وی توئی

ترجمہ : "یارسول اللہ ﷺ خالق ذوالجلال اللہ کے برگزیدہ لاثانی آپ ہی صرف ایک ہیں' یارسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی امت عاجز ہے ان تمام عاجزوں کے رہنما اور سب کو پناہ دینے والے آپ ہی ہیں۔"

حضرت امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ دربار رسالت ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

یا سیدی یارسول اللہ! قد شرفت
قصائدنی بمدیح فیک قدر صفا

ترجمہ : "اے میرے سردار ﷺ آپ اللہ کے رسول آپ کی مدح سرائی سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہوگئے۔"

شہنشاہ ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ! شفاعت از تو میدارم امید
باوجود صد ہزاراں جرم در روز حساب

ترجمہ : "یارسول اللہ ﷺ آپ کا عاجز امتی لاکھوں جرم کرنے کے باوجود قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا امیدوار ہے۔"

حضرت مصلح الدین شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ دربار نبوت میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیک الصلوۃ اے نبی والسلام

Marfat.com

ترجمہ : "یارسول اللہ سعدی ناتمام آپ ﷺ کے اوصاف کیا بیان کرسکتا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ پر صلوۃ والسلام ہو۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ نبوت میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

بہر صورت کہ باشد یارسول اللہ کرم فرما

بلطف خود سرو سامان جمع بے سروپا

ترجمہ : "یارسول اللہ ﷺ ہر حال میں ہم پر کرم فرمایئے ہم بے سرو ساماں ہیں ہمارا سرو سامان آپ کا لطف و کرم ہی ہے۔"

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

زمہجوری برامد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

ترجمہ : "آپ ﷺ کی جدائی میں عالم کی جان نکل رہی ہے اے اللہ کے نبی ﷺ رحم فرمایئے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

وانت مجیر من ھجوم ملمۃ

اذا نشبت فی القلب شر المخالب

ترجمہ : "حضور مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور دل میں اپنے بے رحم پنجے گاڑ دیں۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت ﷺ میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر!!

من وجھک المنیر لقد نور القمر

لایمکن الثناء کما کان حقہ

Marfat.com

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ : "اے حسن و جمال والے ﷺ آپ بشروں کے سردار بے شک چاند آپ کے چہرے کے نور سے منور ہے۔"

جیسا کہ آپ کی صفت و ثناء کرنے کا حق ہے' ممکن ہی نہیں کہ مخلوق سے ایسی تعریف ہوسکے۔ سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ خداوند قدوس کے بعد ساری مخلوق سے برتر آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

مسلمانو! مذکورہ بالا اشعار کا بغور مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ دور صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام مسلمان حضور سرور کونین ﷺ سے مدد مانگتے رہے۔ آپ کی بارگاہ میں یارسول اللہ یا حبیب اللہ' یا نبی اللہ کا نعرہ لگاتے رہے جو لوگ "یا رسول اللہ" کہنا شرک کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا اشعار سے عبرت حاصل کریں کہ صحابہ کرام سے لے کر دور حاضر تک کے مسلمانوں نے یارسول اللہ کہہ کر شرک کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔

ذرا سوچیئے اگر حضور سرور کونین ﷺ کو مدد کے لئے "یا" کہہ کر پکارنا شرک مان لیا جائے تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا' حضرت امام زین العابدین' حضرت امام اعظم ابو حنیفہ' حضرت خواجہ معین الدین چشتی' حضرت شیخ سعدی' حضرت امام جامی' حضرت ابن حجر عسقلانی' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی' اور دیگر بے شمار برگزیدہ ہستیاں شرک کی زد میں آئیں یا نہیں؟ یقیناً یہ تمام مبارک ہستیاں نعوذ باللہ مشرک قرار پائیں گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (سورہ نور 63)

ترجمہ : رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں بارگاہ رسالت میں گفتگو کرنے کا ادب و احترام بتایا گیا

Marfat.com

ہے۔ اور اس طرح بولنے سے منع کیا جارہا ہے جس طرح عام لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مقدسہ کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

رسول اللہ کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ آپ کی تعظیم و توقیر کرو اور یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور یا ابا القاسم کہو۔

(ملاحظہ ہو تفسیر ابن عباس ص 432)

اس آیت مقدسہ کی روشنی میں امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"یا محمد نہ کہو بلکہ یارسول اللہ' یا نبی اللہ کہو نرمی و تواضع ہو آواز میٹھی ہو"

(ملاحظہ ہو تفسیر جلالین ص 302 امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ)

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضور کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو"

(ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد 24 ص 40)

حضرت امام محمد بن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں کو حکم ہے کہ حضور کو یارسول اللہ کہہ کر نرمی اور تواضع سے پکاریں"

(ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر طبری جلد 18 ص 21)

حضرت امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم و توقیر اور نرم آواز کے ساتھ ندا دو"

(ملاحظہ ہو تفسیر مدارک ص 432)

Marfat.com

مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت میں یارسول اللہ' یا نبی اللہ یا کوئی بھی تعظیمی القاب مثلاً یارحمتہ اللعالمین' یا خاتم النبین' یا شفیع المذنبین' یا حبیب اللہ وغیرہ پکارنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ جو کسی طرح شرک نہیں۔

پیارے مسلمانو! سرکار دو عالم کو مدد کے لئے "یا" کہہ کر پکارنا سلف صالحین اور بزرگان دین ہی کا عقیدہ نہیں تھا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس عقیدے پر علمائے دیوبند اور اہل حدیث علماء کے پیشوا بھی قائم تھے۔

کلیاتِ امدادیہ میں علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیاں و جرم کا
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یارسول

علمائے دیوبند کے یہی پیشوا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں

یا محمد فریاد ہے
اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(ملاحظہ ہو کلیات امداد 87 مطبوعہ دیوبند)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

یارسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
آپ کی امداد ہو یا نبی
حال ابتر ہے میرا فریاد ہے

(ملاحظہ ہو نالہ امداد غریب کلیات امدادیہ 90 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی' حضور سرور کونین ﷺ کی

Marfat.com

بارگاہ میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

یا شفیع العباد خذبیدی

انت فی الاضطرار معتمدی

ترجمہ : "اے لوگوں کے شفیع میری دستگیری فرمایئے آپ ہی بوقت مصیبت میرے مددگار ہیں۔"

اشرف علی تھانوی مزید عرض کرتے ہیں

یارسول اللہ الا لہ بابک لی

من غمام الغموم ملتحدی

ترجمہ : "یارسول اللہ میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں میری پناہ آپ ہی کا دروازہ ہے۔"

(ملاحظہ ہو نشرالطیب فی ذکرا النبی الحبیب)

مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(ملاحظہ ہو قصائد قاسمی 6)

مکتبہ دیوبند کی مشہور کتاب تبلیغی نصاب میں مولوی زکریا سہانپوری اس طرح عرض کرتے ہیں۔

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل

اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

غیر مقلدین اہل حدیث کے بہت بڑے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالی بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

یا سیدی یا عروتی و وسیلتی

یا عدتی فی شدۃ ورخاء

Marfat.com

اے میرے سردار اے میرے سہارے اور میرے وسیلے اے میرے تخی : نرمی کی حالت ساز و سامان

شفعت جاهک ضارعا متذللا

مالی وراء ک صارف الضراء

میں نے نہایت عاجزی و انکساری سے۔ آپ کی عزت و جاہ کو شفیع بنایا کیوں کہ میرے لئے آپ کے سوا تکلیف و مصیبت کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

(ملاحظہ ہو ماثر صدیقی موسوم بہ سیرت والا جاھی ص ۳۰ و ۳۱ قصیدہ العنبریہ فی مدح خیر البریہ)

علمائے دیوبند اور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے مذکورہ بالا اشعار سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ حضرات بھی حضور سرور انبیاء ﷺ کو مدد کے لئے "یا" کہہ کر پکارنے کو جائز سمجھتے تھے۔

اگر اس عقیدے کو جائز نہ مانا جائے تو مذکور بالا تمام دیوبند اور اہل حدیث علماء بھی شرک کی زد میں آجائیں گے۔

جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق سے مدد لینا کفرو شرک ہے۔

پس ان کو چاہئے کہ قرآن سے ایسی واضح دلیل پیش کریں جس میں انبیاء و اولیاء سے مدد لینا صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہو۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں وہ ہرگز ایسی کوئی دلیل پیش نہیں کرسکتے تو پھر اے مسلمانو! یہ جان لو کہ ان سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور منشائے الٰہی کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اللہ نے ایسے ہی جھوٹے اور ظالم لوگوں کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

فمن اظلم ممن كذب بايت الله وصدف عنها (سورہ انعام 157)

ترجمہ : "تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے۔"

پیارے مسلمانو! اگر سچ پوچھئے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ایسے ہی لوگوں نے اپنی

Marfat.com

خواہش نفس کو خدا بنا رکھا ہے۔ ان کا آلہ نفس قرآن و حدیث کا جو مطلب ان کو سمجھا دیتا ہے یہ اسی پر ایمان لے آتے ہیں۔ اللہ کے نیک اور پرہیزگار بندے جنہیں زمانہ بزرگان دین کے نام سے یاد کرتا ہے جن کے دل ہوائے نفس سے پاک ہوتے ہیں جو **انعمت علیهم** کے مصداق ہیں ان کی پیروی کو تو یہ لوگ کفر و شرک کہتے ہیں حالانکہ بدترین پیروی جو انسان کو شرک تک پہنچا دیتی ہے اپنے نفس ہی کی پیروی ہے نہ کہ ان محبوبان خدا کی جن کے راستے پر چلنے کی توفیق ہر نماز میں سورہ فاتحہ میں مانگی جاتی ہے۔

انبیاء و اولیاء سے مدد لینا اگر شرک ہوتا تو قرآن و حدیث میں ممانعت کا مذکور ہونا لازمی تھا جب ایسا کہیں بھی مذکور نہیں تو جائز کو ناجائز کہنے والا گمراہ اور کاذب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یاایها الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوة (سورہ بقرہ 153)

ترجمہ : "اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد طلب کرو"

اس آیت کریمہ میں صبر و نماز سے مدد لینا اللہ سے مدد لینے کے ہم معنی ہیں کیوں کہ صبر اور نماز اللہ نہیں بلکہ صابر اور نمازی بندے کے افعال ہیں بندوں کا اپنے افعال سے مدد لینا بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ اپنا دعویٰ باطل ہے کہ استعانت و امداد صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہے۔

اگر اللہ کے سوا مدد طلب کرنا جائز نہ ہوتا تو کارخانۂ عالم باطل ہو کر رہ جاتا کیوں کہ ہماری زندگی کی تمام ضروریات امداد باہمی کے اصولوں پر پوری ہوتی ہیں۔ کفر و شرک کا الزام لگانے کے لئے جو لوگ یہ راہ نکالتے ہیں کہ خلاف عادت استعانت ناجائز و حرام ہے اور جو خلاف عادت نہ ہو جائز ہے ان کی یہ تقسیم بھی باطل ہے۔ خلاف عادت مدد لینا بھی جائز ہے۔ یہ میرا نہیں بلکہ قرآن کا فیصلہ ہے۔ قرآن مجید میں یہ واقعہ موجود ہے کہ

ملک یمن کی ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام سے ... کے لئے بیت المقدس

Marfat.com

روانہ ہوتی ہے ایک بہت بڑی فوج ہمراہ ہے سفر دو ماہ کا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے درباریوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔

ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین (سورہ نمل 38)

ترجمہ : "تم میں کون ہے جو بلقیس کے آنے سے پہلے پہلے اس کا تخت یہاں لے آئے۔"

اس آیت کریمہ میں ایک تخت کا ذکر کیا گیا ہے جو ملکہ بلقیس کے محل میں ہزار ہا افواج کے پہرہ میں سات کمروں میں بند کر کے رکھا گیا ہے جو چالیس گز چوڑا اسی گز لمبا اور تیس گز اونچا ہے جس کے اطراف میں یاقوت و زمرد کے قیمتی موتی جڑے ہوئے ہیں۔ اسی تخت پر بیٹھ کر ملکہ بلقیس فیصلے کیا کرتی ہے۔ اس تخت کے بارے میں ایک جن اٹھ کر کہتا ہے۔

انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک (سورہ نمل 39)

ترجمہ : "حضور وہ تخت میں آپ کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے ہی لا کر رکھ دوں گا۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تخت اجلاس ختم ہونے سے پہلے ہی حاضر ہو جائے اللہ کے ایک ولی حضرت آصف بن برخیا رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر کہنے لگے۔

انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک (سورہ نمل 40)

ترجمہ : "حضور میں وہ تخت پلک جھپکنے سے پہلے ہی لا دوں گا۔"

غور فرمایئے تخت کو آن واحد میں مسافت کثیرہ سے منتقل کر کے بیت المقدس پہنچا دینا خلاف عادت عمل ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے جس پر قوی ہیکل جن بھی باوجود بے پناہ قوت کے قادر نہ ہو سکا مگر آپ قرآن کے اس سچے واقعے کو پڑھ چکے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی خلاف عادت کام کو اہل دربار سے طلب فرمایا اور ان سے مدد چاہی اور پھر اس خلاف عادت کام کو آصف بن برخیا رحمتہ اللہ علیہ نامی غلام نے پورا کیا۔ از روئے ایمان بتایئے اگر مخلوق سے خلاف عادت مدد لینا شرک ہے تو حضرت

Marfat.com

سلیمان علیہ السلام شرک کی زد میں آئے یا نہیں۔ فیصلہ آپ کیجئے۔

صحابہ کرام کی زندگی پر اگر غور کیا جائے تو بے شمار واقعات اس قسم کے ملیں گے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر درخواستیں پیش کیں اور خلاف عادت امداد طلب کیں۔ جس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

صحابی رسول حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نماز تہجد کے وقت اکثر حضور سرور کونین ﷺ کو وضو کا پانی اور مسواک پیش کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آیا ارشاد فرمایا۔

"سل' اے ربیعہ مانگو جو مانگنا ہے"

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔

اسئلک مرافقتک فی الجنتہ

"یارسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ کی خدمت گزاری کا سوال کرتا ہوں"

ارشاد نبوی ﷺ ہوا۔

او غیر ذلک' اے ربیعہ اور بھی کچھ مانگ لے۔"

عرض کرنے لگے

ھو ذلک یارسول اللہ

"اے میرے آقا ﷺ اس کے سوا اور کوئی حاجت نہیں۔"

(ملاحظہ کیجئے مشکوۃ شریف صفحہ 84 مسلم شریف جلد اول صفحہ 93)

اس حدیث پاک میں "مانگو جو مانگنا ہے" قابل غور جملہ ہے' جس میں حضور سرور کونین ﷺ نے واضح فرما دیا کہ کائنات کی تمام چیزیں آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو جسے چاہیں عطا کر دیں۔ اس حدیث پاک میں آپ ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ سے حاجت روائی کا جواز امر کر دیا۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے جنت کا سوال کیا حالانکہ جنت کا دینا یا نہ دینا کسی کے بس اور اختیار میں نہیں جو کہ یقیناً خلاف عادت عمل ہے اگر اللہ کے سوا

Marfat.com

جنت مانگنا شرک ہوتا تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ شرک کی زد میں آئے یا نہیں؟ اور اگر یہ شرک ہوتا تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال سے حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو روک دیتے' توبہ کرا کے تجدید ایمان کراتے مگر یہاں تو رنگ ہی نرالہ ہے ارشاد فرمایا جارہا ہے **او غیر ذالک** اے ربیعہ اور بھی کچھ مانگ لے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تو بار بار مانگنے اور اپنی ذات سے حاجت روائی کی ترغیب دے رہے ہیں مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لینے کو شرک و کفر کہہ رہے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک اعرابی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میں نے آپ کی سخاوت اور جود و عطا کے بڑے چرچے سنے ہیں میں بھی آج اپنا مقصد لے کر آیا ہوں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر وہی بات دہرائی آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے تیسری بار عرض کیا تو دریائے رحمت جوش میں آیا اور ارشاد فرمایا۔

"مانگو کیا مانگتے ہو"

صحابہ کرام نے یہ گمان کیا کہ یہ شخص کم از کم جنت ضرور مانگے گا مگر آنے والے اعرابی نے کہا یارسول اللہ مجھے اونٹ چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے ایک اونٹ دے دو۔ سائل خوشی خوشی اونٹ لے کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سائل نے تو کم از کم وہ سوال بھی نہ کیا جو ایک بڑھیا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ماجرا کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ مصر سے نکل جائیں اور اپنے ہمراہ یوسف علیہ السلام کا تابوت بھی لیتے جائیں جو کہ دریائے نیل میں کہیں مدفون تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ تابوت کہاں دفن ہے مگر ہر ایک نے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ پھر کسی نے بتایا کہ دریائے نیل کے کنارے ایک بڑھیا رہتی ہے جس کی عمر پانچ سو برس سے بھی زیادہ ہے شاید اسے خبر

Marfat.com

ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلوایا اور دریافت فرمایا۔ اس بڑھیا نے کہا مجھے اس مقام کا پتہ ہے اور میرے علاوہ کوئی اور اس مقام کو نہیں جانتا مگر اسے بتانے کے لئے میری ایک شرط ہے' وہ یہ کہ مجھے جنت میں وہی مقام اور منزلت حاصل ہو جو آپ کو حاصل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہ گمان تھا کہ یہ بڑھیا زیادہ سے زیادہ یہی مانگے گی کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت مل جائے۔ مگر اس کا اتنا بڑا سوال سن کر آپ نے فرمایا۔ مائی یہ تو نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا' اگر نہیں ہوسکتا تو پھر میں وہ جگہ بھی نہیں بتاتی۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے غور فرمایا کہ ایک طرف اللہ کا حکم ہے دوسری طرف اتنی بڑی شرط۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ آپ اس سے وعدہ کرلیں اور اس کے حق میں دعا فرمائیں۔ اسے یہ مراد دینا میرا کام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وعدہ فرمایا تو اس نے آپ کو وہ مقام دکھایا جہاں زیر آب حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت دفن تھا۔

(ملاحظہ ہو شرح السماء النبی صفحہ 12)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں یہ جملہ "مانگو کیا مانگتے ہو" قابل غور جملہ ہے۔ جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ جسے جو چاہیں عطا کردیں۔ اگر اعرابی اس وقت جنت کا مطالبہ بھی کرتا تو اسے دنیا ہی میں جنت کا انعام عطا کردیا جاتا۔

محترم مسلمانو! اسی قسم کے ایک دو نہیں بے شمار واقعات صحابہ کرام کی زندگی میں ملتے ہیں جس میں صحابہ کرام اپنی حاجتیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے اور حاجت روائی کے خواستگار ہوتے کبھی پانی کی حاجت ہوتی تو بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر درخواست پیش کرتے تو حضور ﷺ کی انگشت مبارکہ سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے۔ "کبھی بارش کے لئے التجا کرتے تو فوراً نزول باراں ہو جاتا" کبھی "تھوڑے سے پانی کو کثیر کر دیا" کبھی بھوک و افلاس کے شکار

Marfat.com

صحابہ کرام غذا طلب کرتے تو "دودھ کے ایک پیالے سے ستر صحابہ کو شکم سیر کر دیتے۔"

صحابہ کرام نے بے شمار موقعوں پر خلاف عادت امور کے تحت حضور ﷺ سے امداد طلب کی اور حضور ﷺ نے ان کی اس حاجت کو پورا کیا صحابہ کرام خلاف عادت امور کے تحت حضور ﷺ سے حاجت روائی کے طلب گار ہوتے تھے تو کیا ان کا یہ طرز عمل مشرکانہ تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور سرور کونین ﷺ ہرگز اللہ سے جدا نہیں اور اگر اس عقیدے کو بنیاد نہ بنایا گیا تو شرک و کفر کے باطل و فاسد نظریئے کے مطابق صحابہ کرام معاذ اللہ مشرک ہو جائیں گے کیوں کہ وہ حضور ﷺ کے پاس خلاف عادت اسباب کی بنیاد پر حاجت روائی کی امید لے کر جاتے تھے اور آپ سے مدد طلب کرتے۔

سب جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس کوئی طبیب و حکیم کی سند نہ تھی اور نہ ہی کبھی آپ نے حکیم ہونے کا دعویٰ فرمایا مگر صحابہ کرام کی تو یہ حالت تھی کہ جوان ہو یا بوڑھا' عورت ہو یا مرد جب کبھی بیمار ہو جاتے تو فوراً دربار میں حاضر ہو جاتے' حضور ﷺ کسی کے سر پر دست مبارک پھیر دیتے کسی کے لئے دعا فرما دیتے کبھی وضو کا پانی چھڑک دیتے آپ کے جبہ مبارکہ کا غسالہ حصول شفا کے لئے کام آتا۔

احادیث مبارکہ کا ذخیرہ اس بارے میں موجود ہے کہ صحابہ کرام معمولی سی معمولی تکلیف میں بھی حضور ﷺ ہی کی طرف رجوع کرتے۔ خلاف عادت امور کے تحت وہاں بدعت و گمراہی کا گزر تک نہ تھا۔ پاؤں کا سو جانا بھی کوئی تکلیف ہے۔ اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ جب کسی کے پاؤں سن ہو جائیں تو وہ اپنے سب سے زیادہ محبوب کو یاد کریں تو پاؤں اچھے ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ "اس شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوں" تو انہوں نے کہا "یا محمد (ﷺ) تو پاؤں مبارک اچھے ہو گئے۔

Marfat.com

(ملاحظہ کیجئے ادب المفرد صفحہ 193 مطبوعہ مصر' شرح شفاء صفحہ 41 جلد دوئم' نسیم الریاض صفحہ 397 جلد سوئم-)

اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اس یقین کے باوجود کہ اللہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور پکارنے والوں کی پکار سنتا ہے پھر بھی وہ اپنی حاجت حضور ﷺ کے واسطے اور وسیلہ سے پوری کرتے اور اپنی کامیابی کے امیدوار ہوتے۔

حضور ﷺ سے امداد طلب کرنا حیات ظاہری ہی میں ضروری نہیں تھا بلکہ بعد وصال بھی صحابہ کرام امداد طلب کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی صحابی روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوا اور روضہ مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا "یارسول اللہ ﷺ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے۔ **ولو انھم اذظلمو** میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔

اس پر قبر شریف سے ندا آئی تیری بخشش کی گئی۔

(ملاحظہ ہو تفسیر مدارک صفحہ 234 جلد اول جذب القلوب صفحہ 211)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑ گیا تو ایک شخص روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر مدد طلب کرنے لگا' رات کو حضور ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی ارشاد نبوی ﷺ ہوا کہ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز **استسقاء** پڑھنے کے لئے کہو۔"

بیہقی شریف میں ہے کہ خواب دیکھنے والے یہ صحابی حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔

مسلمانو! غور فرمایئے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام' یارسول اللہ ﷺ یا محمد ﷺ کہہ کر ندا دیتے اور' مداد طلب کرتے اور یارسول اللہ ﷺ پکارنے سے ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں اور مصائب ختم

Marfat.com

ہو جاتے۔

پیارے مسلمانو! اللہ سے امداد و استعانت طلب کرنا فرض عین ہے اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر و مرتد ہے اور انبیاء و اولیاء فرشتوں سے مدد طلب کرنا حکم الہٰی ہے۔ یہ مقدس ہستیاں بعطائے الہٰی مدد کرتی ہیں۔ اللہ کے اذن و حکم کے بغیر کوئی حاجت روائی مشکل کشائی نہیں کرسکتا۔ اللہ نے انبیاء اولیاء شہدا اور فرشتوں کو حاجت روا اور مددگار بنایا تو یہ برگزیدہ ہستیاں مشکل کشا ہوئیں اب جو کوئی ان کو مددگار نہ مانے وہ کھلا ہوا منکر قرآن اور کافر و مرتد ہے اور جو ان برگزیدہ ہستیوں کو ذاتی' قدیمی اور لامحدود صفات کے تحت مددگار مانے یقیناً وہ مشرک ہے کیونکہ ذاتی' قدیمی صفات اللہ کی ہیں اور جو عطائی اور محدود و صفات کے تحت مانے بلاشبہ وہ مسلمان ہے۔

❁❁❁

ہر مسلمان اس حقیقت پر ایمان رکھتا ہے کہ اللہ "حی" یعنی زندہ ہے۔ نہ اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ' زندہ ہونا اس کی صفت ہے۔ مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو اس کی اس صفت میں شریک ہو وہ اپنی اس صفت میں بھی یکتا ہے اس کی یہ صفت اس کی طرح قدیم' ازلی' ابدی' لامحدود اور لامتناہی ہے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مگر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

ان ارسلنک شاہداً و مبشرا و نذیرا (سورہ فتح آیت 8)

ترجمہ : "بے شک اے نبی ﷺ ہم نے تمہیں گواہ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا بھیجا۔"

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

ویکون الرسول علیکم شہیدا (سورہ بقرہ 143)

ترجمہ : "اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

Marfat.com

قرآن مجید کی اوپر دی گئی دونوں آیات مبارکہ میں اللہ نے حضور سرور کونین ﷺ کو پوری انسانیت کے لئے گواہ ارشاد فرمایا ہے حضور ﷺ کا فرمان ہے'

ارسلت الی الخلق کافتہ (صحیح مسلم شریف' مشکوۃ شریف صفحہ 512)

ترجمہ : "میں اللہ کی تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

قرآن و حدیث کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے گواہ ہیں اور گواہ میں چار باتوں کا ہونا ضروری ہے جب تک گواہ میں چار باتیں نہ ہوں گی اس کی گواہی ہرگز نہیں مانی جاسکتی۔

(ا) گواہ کے لئے سب سے پہلی بات یہ ضروری ہے کہ وہ زندہ ہو' اگر گواہ زندہ نہ ہو تو مرے ہوئے کی گواہی کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا' چونکہ ازروئے قرآن آپ ﷺ گواہ ہیں اور جب سب کے گواہ اور نگہبان ہیں تو آپ ﷺ کے زندہ ہونے پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

(۲) گواہ کے لئے دوسری بات یہ ضروری ہے کہ گواہ جائے وقوع پر موجود ہو' اگر وہ جائے وقوع پر موجود نہ ہو تو وہ حقائق کی گواہی کیسے دے گا۔ گواہ کی گواہی اسی وقت مانی جائے گی جب وہ جائے وقوع یعنی جگہ پر موجود ہو' آپ ﷺ بحکم الٰہی چونکہ تمام مخلوق کے گواہ ہیں لہٰذا آپ ﷺ کا ہر جگہ موجود ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واعلموا ان فیکم رسول اللہ (سورہ حجرات 7)

ترجمہ : "اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں' قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے"

النبی اولی بالمومنین من انفسھم (سورہ احزاب 6)

ترجمہ : "یہ نبی ﷺ مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے بارے میں مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی تحذیر الناس نامی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اس آیت میں اولی کے معنی قریب تر

Marfat.com

ہیں'

(ملاحظہ ہو تحذیر الناس ص 10)

پس مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ مسلمانوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں- یہ یاد رہے کہ سب سے زیادہ قریب ہم سے ہماری جان ہے اور جان سے بھی زیادہ قریب حضور ﷺ ہیں-

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے-

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (سورہ اعراف 158)

ترجمہ : "تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں-"

حضور سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے-

انا اولی بکل مومن من نفسہ (نسائی شریف صفحہ 279 جلد اول)

ترجمہ : "میں ہر مومن سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں-"

قرآن و حدیث کے ان ارشادات سے حضور ﷺ کا مومنوں کے قریب اور ان کی جان سے زیادہ نزدیک ہونا ثابت ہے' جب آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں اور ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں تو پھر آپ ﷺ ہر ایک کے گواہ و نگہبان کیوں کر نہ ہوں گے-

(۳) گواہ کے لئے تیسری بات ضروری یہ ہے کہ وہ تمام حالات و واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی چکا ہو' جب تک آنکھ حقائق کا خود مشاہدہ نہ کرے حقائق پوشیدہ رہتے ہیں حقائق و واقعات کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ گواہ خود اپنی آنکھوں سے حقائق کا جائزہ لے تاکہ تمام حقائق نکھر کر اس کی آنکھوں کے سامنے آجائیں- قابل غور بات ہے کہ ایک نابینا شخص کسی دو افراد کے جھگڑے میں موجود ہے وہ ان کو جھگڑتا ہوا محسوس کرتا ہے ان کی باتوں سے اور آواز سے بخوبی اندازہ لگا رہا ہے کہ جھگڑا ہو رہا ہے مگر دیکھ نہیں پا رہا کہ کون کمزور رہا کون طاقتور- اس حقیقت کو وہ نہیں بتا سکتا لہٰذا ایسے نابینا شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہو سکتی- گواہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے حالات کی گواہی دے' آپ ﷺ چونکہ

Marfat.com

ساری مخلوق کے گواہ ہیں چنانچہ آپ ﷺ اپنی آنکھوں سے ساری مخلوق کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

(۴) گواہ کے لئے چوتھی بات ضروری یہ ہے کہ وہ حالات و واقعات کو سن بھی چکا ہو، ایک دور کھڑا شخص دو افراد کو لڑتا ہوا دیکھ رہا ہے مگر حقائق سن نہیں پارہا کہ فریقین میں سچا کون ہے جھوٹا کون۔ ایسے دور کھڑے دیکھنے والے کی گواہی غیر معتبر مانی جائے گی جب تک کہ وہ قریب سے حقائق سن نہ چکا ہو۔ آپ ﷺ از روئے قرآن پوری انسانیت کے گواہ و نگہبان ہیں لہٰذا اس بات پر بھی ایمان لانا ہوگا کہ آپ ﷺ بیک وقت ساری انسانیت کو نور نبوت سے سن بھی رہے ہیں۔ اب اگر گواہ کے معنی کو یوں کیا جائے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے گواہ ہیں لہٰذا آپ ﷺ زندہ بھی ہیں، دیکھنے اور سننے والے بھی ہیں اور ہر جگہ پر موجود بھی ہیں تو غلط نہ ہوگا۔

قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

ویوم نبعث فی کل امتہ شھیدا علیھم من انفسھم وجئنا بک شھیدا علی ھولاء

(سورہ نحل 89)

ترجمہ : اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔

اس آیت مقدسہ میں واضح کیا گیا ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی اور ہر ایک کا حساب کتاب ہو رہا ہوگا تو اس موقع پر کچھ ایسے گروہ اور قبیلے بھی بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے جن کا تعلق سابقہ امتوں سے تھا۔ ان میں وہ لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے اپنے اپنے زمانے کے نبیوں کی نافرمانیاں کیں اللہ کے دین سے منہ موڑا اور توحید و رسالت کا انکار کیا۔ یہ لوگ میدان محشر میں بھی جھوٹ بولیں گے کہ

"اے اللہ ہمیں کسی نبی نے تیرا پیغام ہدایت نہیں دیا۔"

تو اس موقع پر وہ انبیائے کرام جو ان کے پاس تبلیغ دین کے لئے آئے تھے بطور گواہ پیش کئے جائیں گے۔ مگر یہ بدنصیب لوگ اپنے اپنے نبیوں کی گواہی کا بھی انکار

Marfat.com

کریں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ حضور سرور کونین ﷺ کو ان تمام انبیاء و مرسلین کے لئے گواہ عظیم بنا کر پیش کرے گا۔ اس وقت سب کی نگاہیں آمد مصطفیٰ ﷺ پر لگی ہوں گی۔ پھر آپ ﷺ تمام سابقہ امتوں کی گواہی دیں گے اور آپ ﷺ کی یہ گواہی اس قدر جامع اور معتبر ہوگی کہ کوئی انکار و اعتراض تو درکنار چوں و چرا بھی نہیں کرسکے گا۔ اور جہاں تک اپنی امت کی گواہی کا معاملہ ہے تو اس کے بارے میں حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اگر تمہاری کسی نیکی کو دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جب تمہارے گناہ کو دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔ تمہارے رسول تم پر گواہی دیں گے کیوں کہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو پہچانتے ہیں تمہارے ایمان کے درجوں کو پہچانتے ہیں۔ تمہارے نیک اور بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص کو اور ایمان کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو۔ تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

حضرت علامہ قرطبی رحمتہ اللہ علیہ حضرت سعید بن حبیب کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ پر ہر صبح و شام حضور کی امت پیش کی جاتی ہے۔ حضور اپنے ہر امتی کا چہرہ اور اس کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔ اسی علم کامل کے باعث حضور قیامت کے روز سب کے گواہ ہوں گے۔

(ملاحظہ ہو۔ قرطبی شریف)

ثابت ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ نہ صرف سابقہ امتوں کے نیک اور

Marfat.com

بد اعمال کے گواہ ہیں بلکہ اپنی امت کے نیک و بد اعمال ایمان و نفاق کے بھی گواہ ہیں۔ جب ازروئے قرآن گواہ ہیں تو نور نبوت سے ہر امتی کے قریب بھی ہیں۔ امتی کے ہر عمل کو دیکھ بھی رہے ہیں اور سنتے بھی ہیں لہذا زندہ بھی ہیں۔
قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء (سورہ بقرہ 154)

ترجمہ : "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔"

غور فرمایئے! ایک شہید کا حضور سرور کونین ﷺ سے قطعی کوئی موازنہ نہیں ہوسکتا۔ ایک امتی اللہ کی راہ میں اپنی گردن کٹا کر زندہ ہوسکتا ہے تو پھر امام الانبیاء کے زندہ ہونے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے۔ محبوب کبریا حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق

ترجمہ : "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا ہر نبی زندہ ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔"

(ملاحظہ ہو ابن ماجہ صفحہ 119 مشکوٰۃ شریف صفحہ 121 جامع صغیر صفحہ 54 مرقاۃ صفحہ 112 جلد دوئم)

مکتبہ دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی زکریا فضائل درود شریف میں تحریر کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء کے اجساد کو زمین پر حرام کر دیا پس کوئی فرق نہیں ہے ان کے لئے دونوں حالتوں میں یعنی زندگی اور موت میں .... اور حضور کا یہ ارشاد کہ "اللہ کا نبی زندہ ہے" سے ہر نبی مراد ہے اس لئے حضور اقدس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں' نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے۔

(ملاحظہ کیجئے فضائل درود شریف ص 67-66)

غیر مقلد وہابیوں کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں

Marfat.com

بے شک شہداء بلکہ تمام مسلمان جس وقت مسلمان ان کی زیارت کریں اور ان پر سلام بھیجیں تو وہ پہچانتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں
(ملاحظہ ہو اقتضاء الصراط المستقیم بحوالہ وفاء الوفا شریف ص 405 جلد 2)

غور فرمایئے جب عام مسلمان کے زندہ ہونے کا یہ عالم ہے کہ وہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں اور پہچانتے بھی ہیں تو اس عظیم برگزیدہ ہستی کی حیات کا کیا عالم ہوگا جو تمام کائنات کے نبی اور امام الانبیاء ہیں۔ بلاشبہ حضور کی حیات تمام مخلوق سے افضل و کامل ہے۔ آپ کو ایک آن کے لئے موت ضرور آئی ہے۔ مگر ظاہری اسباب کے تحت پھر اس کے بعد آپ میں روح ڈال دی گئی اور اپنی قبر میں زندہ ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ جس طرح شہدا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں انبیاء بھی زندہ ہیں اللہ کے "حی" یعنی زندہ ہونے پر بھی ہمارا یقین تو انبیاء کے زندہ ہونے پر بھی یقین ہونا چاہئے' اللہ کا زندہ ہونا ذاتی قدیمی ہے جو اس کی ذات سے منسلک ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں جب کہ انبیاء کا زندہ ہونا عطائی حادث اور محدود ہے۔ اللہ نے انہیں زندہ کیا تو وہ زندہ ہوئے۔ اللہ کا زندہ ہونا لامحدود و لامتناہی ہے۔ جب کہ انبیائے کرام کا زندہ ہونا محدود و متناہی۔

غور فرمایئے لامحدود کا محدود سے لامتناہی کا متناہی سے قدیم کا حادث سے' ذاتی کا عطائی سے قطعی کوئی تعلق نہیں۔ اب کون ہے جو یہ کہے کہ یہ شراکت ہے جب شراکت کا سرے سے وجود ہی نہیں تو پھر شرک کیسا؟ پس جو لوگ انبیاء و اولیاء اور شہدا کو عطائے الہٰی زندہ مانتے ہیں وہ مشرک نہیں ہوسکتے۔ وہ قطعی مسلمان ہیں اور ان کے مسلمان ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا مشرک ہونا اس وقت ثابت ہوتا جب وہ انبیاء و اولیاء یا شہدا کا زندہ ہونا ذاتی' قدیمی' لامتناہی اور ازلی صفات کے تحت مانتے اور جو لوگ انبیاء کے زندہ ہونے کے منکر ہیں اور نعوذ باللہ انہیں مردہ مانتے ہیں ایسے لوگ منکر قرآن ہیں۔ ان کے اس انکار سے قرآن مجید کی کئی آیتوں اور کئی حدیثوں کا انکار ہو جائے گا جو قطعی کفر ہے۔

لہٰذا جنہوں نے انبیاء کو زندہ نہ جانا یعنی جو حیات النبی کے قائل نہیں حقیقت

Marfat.com

میں وہی لوگ قرآنی آیات کے منکر اور کھلے ہوئے کافر و مرتد ہیں۔

پیارے مسلمان بھائیو! دلائل و براہین سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں اس سے حیات النبی کا متنازعہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ واقعی آپ ﷺ حیات ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ ساری امت کے گواہ و نگہبان اور مومنین کی جان کے مالک اور جان سے زیادہ نزدیک ہیں جس سے آپ ﷺ کا امت کے حال سے باخبر ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ آپ ﷺ حاضر و ناظر بھی ہیں۔

پیارے مسلمانو! اس حقیقت کو بھی جان لیجئے کہ حاضر کے معنی ہیں سامنے موجود ہونے کے اور ناظر کے معنی ہیں دیکھنے والے کے۔ جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں اور جہاں تک ہم تصرف کر کے پہنچ جائیں وہاں تک ہم حاضر ہیں۔ چاند کو ہم دیکھ تو سکتے ہیں لہٰذا ناظر ہیں مگر پہنچ نہیں سکتے لہٰذا حاضر نہیں۔ جب کہ اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ تمام عالمین کے لئے مبعوث فرمائے گئے ہیں لہٰذا آپ تمام عالمین کے ناظر بھی ہیں اور تمام عالمین میں .عطائے الٰہی حاضر بھی ہیں۔

مسلمانو! جیسا کہ شروع میں بیان کیا جاچکا ہے کہ حضور ﷺ کے نور سے تمام کائنات کی تخلیق ہوئی جس طرح روح اپنے جسم کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے اسی طرح حضور ﷺ کی نورانیت کائنات کے ذرے ذرے میں موجود اور جاری و ساری رہتی ہے۔ آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ شکل انسانی میں ہر جگہ موجود اور حاضر ہیں۔ آپ کا حاضر و ناظر ہونا اپنی روحانیت اور نورانیت کے سبب ہے۔ مثلاً آپ ﷺ جسمانی حالت میں جہاں تشریف لے گئے وہاں جسمانیت منتقل ہوئی۔ جہاں پہنچے وہاں جسمانیت پہنچی' جہاں سے آئے جسمانیت وہاں سے روانہ ہوئی۔ لہٰذا اس ضمن میں جو بھی جگہ حضور کے جسم سے خالی ہوئی وہ جگہ حضور کی نورانیت اور روحانیت سے ہرگز خالی نہیں ہوئی۔ آپ اپنی روحانیت اور نورانیت کے سبب بیک وقت ہر ہر مقام پر موجود اور حاضر و ناظر رہتے

Marfat.com

ہیں اور آن واحد میں مشرق و مغرب شمال و جنوب کائنات کے ذرے ذرے میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور بسا اوقات جسم اطہر کے ساتھ جلوہ گر ہو کر اپنے غلاموں کو اپنے جمال اقدس کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ آپ کی جسمانیت مطہرہ حقیقت حیات کے ساتھ قبر انور میں جلوہ گر ہے جب کہ آپ کی روحانیت اور نورانیت تمام عالم اور اطراف عالم میں موجود و حاضر ہے جس طرح سورج آسمان پر موجود ہے مگر اس کی روشنی پوری دنیا کو منور کر رہی ہے اسی طرح آپ ﷺ اپنی قبر انور میں جسم اطہر کے ساتھ موجود ہیں مگر اپنی نورانیت اور روحانیت سے تمام عالمین کو منور فرما رہے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ اپنے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم (سورہ توبہ 128)

ترجمہ : "بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔"

مذکورہ بالا آیات مقدسہ میں بھی حضور سرور کونین ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے وہ اس طرح کہ مذکورہ آیت مبارکہ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے اللہ کا خطاب ہے کہ تم سب کے پاس حضور سرور کونین ﷺ تشریف لائے۔ جس سے یہ واضح ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ روئے زمین کے مسلمانوں کے پاس موجود ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔ پھر مزید مذکورہ بالا آیت میں فرمایا کہ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہوتا ہے جس سے معلوم یہ ہوا کہ ہماری ہر طرح کی خوشی اور غمی راحت و تکلیف کی آپ ﷺ کو خبر ہے اسی لئے تو ہماری تکلیف سے قلب نازنین کو تکلیف پہنچتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نور نبوت سے ہر ہر امتی کے اعمال و افعال کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور جہاں چاہیں جتنی جگہ چاہیں بیک وقت جلوہ فرماتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی عرض کر دوں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

Marfat.com

تو اللہ کی صفت ہے کسی غیر کی نہیں ہے۔ تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اللہ کی صفت ہرگز نہیں کیوں کہ اللہ جگہ اور مکاں سے پاک و منزہ ہے وہ جگہ اور مکاں میں محدود نہیں۔ اللہ کو جگہ و مکان میں محدود سمجھنا بے دینی اور گمراہی ہے' البتہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا تو حضور سرور کونین ﷺ کی ہی شان ہے۔ حضور ﷺ کی یہ صفت عطائی' حادث' محدود اور قبضہ الہٰی میں ہے اور جب کہ اللہ کی صفت کسی کے قبضے میں نہیں غور فرمایئے اتنے واضح فرق کے ہوتے ہوئے شرک کیسا؟

❁ ❁ ❁

اب آپ پر یہ حقائق واضح ہو چکے ہیں کہ سمیع اور بصیر اللہ کی صفات ہیں مگر سمیع و بصیر انسان بھی ہے۔ عالم ہونا اللہ کی صفت ہے مگر حضرت آدم علیہ السلام بھی علم والے ہیں۔ عزت والا اللہ ہے تو مومنین اور رسول کریم ﷺ بھی عزت والے ہیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر رؤف و رحیم اللہ ہے تو رسول اللہ ﷺ بھی رؤف و رحیم ہیں حی یعنی زندہ ہونا اللہ کی صفت ہے مگر شہداء و اولیاء اور انبیاء بھی زندہ ہیں۔ عالم الغیب اللہ ہے' تو غیب داں حضور ﷺ بھی ہیں۔ اللہ اگر نور ہے تو نور حضرت محمد ﷺ بھی ہیں۔ حاجت روا اور مددگار اگر اللہ ہے تو مددگار اور مشکل کشا فرشتے' اولیائے کرام اور حضرت محمد ﷺ بھی ہیں۔

پیارے مسلمانو! آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کو جو بھی صفات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ اگرچہ ان صفات کو کتنی ہی فضیلت اور کتنا ہی اعلیٰ کمال و مرتبہ کیوں نہ حاصل ہو مگر پھر بھی یہ تمام صفات اللہ کی صفات کے مقابلے میں محدود' حادث اور عطا کردہ ہیں۔ بس اس عقیدہ کی بنیاد پر دیگر اور صفات بھی لیتے جایئے۔

کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نفع و نقصان کے مالک

Marfat.com

نہیں ہیں ان کا یہ عقیدہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا (سورہ اعراف 187)

ترجمہ : "تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں۔"

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب حضور ﷺ خود اپنی جان کے نفع نقصان کے مالک نہیں تو بھلا دوسروں کے وہ کس طرح نفع و نقصان کے مالک ہوسکتے ہیں۔ حضور ﷺ کہاں تک نفع و نقصان کے مالک ہیں اور کہاں تک نہیں اس کا اندازہ تو مذکورہ بالا آیت کریمہ کے حقائق کو جان لینے کے بعد ہی ہوگا۔

جہاں تک اس آیت کریمہ کا تعلق ہے اس آیت مبارکہ میں یہ واضح کیا گیا ہے، کہ حضور سرور کونین ﷺ اہل ایمان کے سامنے نہیں بلکہ کفار مکہ کے سامنے خدائی دعویٰ کا انکار اور مخلوق ہونے کا اظہار فرما رہے ہیں کہ میں رب نہیں ہوں بلکہ میں اس کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ رب تو وہ ہے جس کی قدرت کامل اور اختیار لامحدود اور مستقل ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے نہ کسی کام سے اسے کوئی روک سکتا ہے اور نہ کسی کام پر اسے کوئی مجبور کرسکتا ہے اور مجھ میں یہ اختیار کامل اور مستقل قدرت نہیں پائی جاتی میرے پاس جو کچھ بھی ہے میرا اپنا نہیں بلکہ میرے رب کا عطا کردہ ہے میرا سارا اختیار اسی رب کے دست قدرت میں ہے۔

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کردیا گیا ہے کہ کوئی نادان یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حضور ﷺ کو نفع اور نقصان کا کچھ اختیار ہی نہیں ہے' فرمایا مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنا عطا فرمایا اور آپ ﷺ کس حد تک نفع و نقصان کے مالک ہیں تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ یا کوئی سائنسی آلہ کائنات میں ایسا نہیں جو اس کا احاطہ کرسکے۔ حضور سرور کونین ﷺ اپنی امت کے لئے کس درجہ تک نفع و نقصان کے مالک ہیں اس کا اندازہ قرآن مجید ہی سے لگایا جاسکتا ہے

Marfat.com

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ (سورہ توبہ 74)

ترجمہ : "اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

غور فرمایئے مذکورہ آیت میں بالکل واضح ارشاد موجود ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے غنی کر دیا اور غنی وہی ہوتا ہے جسے نفع پہنچا ہو اور سنیئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وذکر فان الذکری تنفع المومنین (سورہ الذاریات 55)

ترجمہ : "اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔"

آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کے سمجھانے میں مومنوں کو فائدہ ہی فائدہ ہے اور تاقیامت اہل ایمان اس چشمہ فیض سے اپنے ایمانوں کو سیراب کرتے رہیں گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری زندگی میں بھی تمہیں میرا فائدہ ہے اور میرے وصال کے بعد بھی تمہیں میرا فائدہ ہے۔

(ملاحظہ کیجئے جامع صغیر جلد دوئم صفحہ 125)

اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان اور سنیئے ارشاد ہوتا ہے۔

ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابدا (سورہ جن 23)

ترجمہ : "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بے شک ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں۔"

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ ہر وہ انسان نقصان و گھاٹے اور تباہی و بربادی کی زد میں ہے جس نے اللہ اور حضرت محمد ﷺ کی فرمانبرداری اور اطاعت نہ کی۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا (سورہ الحجرات 14)

ترجمہ : "اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی

Marfat.com

عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا۔"

مذکورہ بالا آیت مقدسہ سے واضح ہوا کہ وہ مسلمان نقصان اور گھاٹے میں ہرگز نہیں جو اللہ اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے بلکہ اس کے ہر عمل میں اس کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری مومنین کے لئے نفع بخش ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے دوری سراسر گھاٹا اور نقصان ہے۔

پس واضح ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ بھی نفع اور نقصان کے مالک ہیں مگر اللہ کے مقابلے میں حادث محدود ہی ہیں۔ اللہ کا مالک و مختار ہونا ذاتی' ازلی' ابدی' قدیمی' لامحدود اور لامتناہی ہے جب کہ حضور ﷺ کا مالک و مختار ہونا قدیمی اور ذاتی نہیں۔

آپ ﷺ کو اللہ نے نفع و نقصان کا مالک بنایا تو آپ نفع و نقصان کے مالک ہوئے۔ آپ ﷺ کی اس صفت کا اللہ کی ذاتی اور قدیمی صفت سے کوئی مقابلہ نہیں۔ جو لوگ آپ ﷺ کو عطائے الٰہی نفع و نقصان کا مالک و مختار مانتے ہیں وہ ہرگز مشرک نہیں وہ کامل مسلمان ہیں البتہ جو حضور ﷺ کو ذاتی قدیمی اور لامتناہی صفت کے تحت نفع و نقصان کا مالک و مختار مانتے ہیں وہ کھلے ہوئے مشرک ہیں اور ان کے شرک میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں اور وہ لوگ جو حضور سرور کونین ﷺ کو نفع و نقصان کا مالک ہی نہیں مانتے ان کا یہ انکار قرآن مجید کی کئی آیتوں کا انکار ہے۔ جب قرآن ہی کا انکار ہوگیا تو پھر مسلمان کہاں رہے اور یہی منکر کافر و مرتد ہیں۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی غیر سے شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے' ان کا عقیدہ ہے کہ شفاعت کرنے والا صرف و صرف اللہ ہی ہے کوئی دوسرا ہرگز نہیں' ان کا یہ عقیدہ قرآن مجید کی اس آیت کی روشنی میں ہے جس میں فرمایا گیا۔

قل للہ الشفاعتہ جمعیا (سورہ الزمر 44)

Marfat.com

ترجمہ : "کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا ہے کہ حقیقی شفاعت کرنے والا اللہ ہے اور اس کی اس صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔ یا وہ شفاعت کرسکتا ہے جسے یہ حق دیا گیا ہو اس آیت کریمہ میں جس بنیادی عقیدے کی وضاحت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ شفاعت کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اس کے اذن و حکم کے بغیر کسی کی مجال نہیں کہ لب کشائی بھی کرسکے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے شفاعت کرنے کا اذن دے دیتا ہے۔

اس کے حکم کے بغیر کوئی دوسرا شفاعت نہیں کرسکتا۔ کفار و مشرکین جنہوں نے دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا تھا۔ جن کے دلوں میں طلب حق کی جستجو تک نہ تھی بلکہ الٹا دین کا مذاق اڑاتے' جنہیں زندگی کی عیش و عشرت نے بدمست اور مدہوش کر کے رکھ دیا تھا جن سے یہ قطعی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ اسلام کی ضیاء پاشیوں سے اپنے سیاہ قلوب کو منور کرلیں گے۔ حقیقت میں ایسے کفار و مشرکین کے لئے بروز قیامت نہ کسی کی حمایت کام دے گی اور نہ ہی سفارش' ایسے لوگوں کے لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فما تنفعهم شفاعته الشافعين (سورہ المدثر 48)

ترجمہ : "تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دے گی۔"

اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوا کہ جو کفر کی موت مرے گا اس کی کوئی شفاعت نہیں کرسکے گا پس مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے اس حقیقت کا پتا چلا کہ کفار و مشرکین کی شفاعت کرنے والا اور ان کی حمایت کرنے والا ہرگز کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ کسی میں بھی یہ جرات گفتار نہیں کہ وہ ان کی سفارش میں دو لفظ ہی بول سکیں اور جہاں تک مومنین کی شفاعت کا معاملہ ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (سورہ بقرہ 255)

Marfat.com

ترجمہ : "وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے، بغیر اس کے حکم کے۔"
اس آیت مبارکہ میں اللہ نے ایک قانون مقرر فرما دیا کہ ہر شخص بارگاہ الٰہی جل شانہ میں لب کشائی اور شفاعت کی طاقت نہیں رکھتا۔ شفاعت صرف وہی کرے گا جس کو اللہ اذن و اجازت عطا کرے بغیر اللہ کے اذن و حکم کے شفاعت کا عقیدہ رکھنا کفر ہے اور باذن اللہ عقیدہ رکھنا عین اسلام ہے۔

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے اذن کے بغیر، کسی کی شفاعت کر دیں گے تو شرک ہے مگر جب اذن الٰہی کا اسلامی عقیدہ آیا تو شرک ختم..... اللہ نے اپنے مقبول بندوں کو اذن و اجازت نامہ دیا ہے۔ وہ ضرور شفاعت کریں گے۔

سب سے پہلے شفاعت کرنے والے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر انبیائے کرام، اہل بیت عظام، صحابہ کرام اولیاء عظام، حفاظ اور شہدا بھی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"ہر پیغمبر کے لئے ایک خاص دعا ہوتی ہے اور میں نے اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے اپنی (خاص) دعا چھپا رکھی ہے۔ اور یہ شفاعت ان شاء اللہ اس کو نصیب ہوگی جو میری اُمّت میں سے اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ کیا ہو۔"

(ترمذی شریف جلد دوئم ص 347)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ اپنی امت کی شفاعت بحکم الٰہی فرمائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (سورہ بنی اسرائیل 79)

ترجمہ : "قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔"

مذکورہ آیتِ کریمہ میں مقام محمود سے مراد مقام شفاعت کبریٰ ہے یعنی وہ مقام خاص ہے جہاں حضور سرور کونین ﷺ اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

Marfat.com

"کنز العمال" میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ۔
"جب قیامت کے دن لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شفاعت طلب کریں گے تو اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر شفاعت کے لئے بھیجے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بروز قیامت گناہ گار حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک فریاد کرنے جائیں گے اور شفاعت کی بھیک مانگیں گے۔ مگر ہر جگہ سے یہی آواز آئے گی۔

نفسی نفسی اذھبوا الی غیری

کسی اور کے پاس جاؤ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر تمام لوگ ہر نبی سے مایوس اور ناامید ہو کر میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یارسول اللہ آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور آپ معصوم عن الخطا ہیں اس لئے دربار خداوندی میں ہماری شفاعت کیجئے۔ آج ہم جس مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہیں آپ دیکھ رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں پھر میں عرش الٰہی کے نیچے سجدے میں گر جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرپاک کو اٹھا۔ تو سوال کر میں عطا کرتا ہوں' تو شفاعت کر میں قبول کرتا ہوں' پھر میں سجدے میں سے اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے محبوب مانگ کیا مانگنا ہے میں عرض کروں گا۔

"اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے میرے محبوب نبی آدھی امت بغیر حساب کے جنت میں داخل کر لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں" پھر اپنا سر سجدے میں رکھ دوں گا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

"اے میرے محبوب جس کے دل میں مٹھی کے برابر بھی ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال لے اور پھر ان کو نکال لیا جائے گا۔"

اور پھر میں سجدہ میں گر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا اے میرے محبوب اپنے

Marfat.com

سر کو سجدے سے اٹھا اور تو سوال کر میں دیتا ہوں۔ تو شفاعت کر میں قبول کرتا ہوں' تو پھر میں عرض کروں گا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ

"جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو جہنم سے نکال لے پھر ان کو بھی نکال لیا جائے گا۔"

(ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد دوئم صفحہ 66 مشکوۃ شریف صفحہ 488)

"طبرانی" اور "کنز العمال" میں ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بشارت دی کہ اللہ نے مجھے شفاعت عطا فرمائی۔ (معجم طبرانی شریف' کنز العمال شریف)

"بیہقی شریف" میں ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

پیارے مسلمانو! ان احادیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ اپنی امت کی شفاعت ضرور فرمائیں گے اور آپ ﷺ کو شفاعت عظمٰی کا تاج پہنایا جائے گا اور آپ ﷺ کی شفاعت بارگاہ رب العالمین میں قبول کی جائے گی۔

ثابت ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ بحکم الٰہی امت کی شفاعت فرمائیں گے اور بے حکم الٰہی شفاعت کا عقیدہ رکھنا شرک ہے اور بعطائے الٰہی شفاعت کا عقیدہ رکھنا عین اسلام ہے جو کسی طرح شرک نہیں۔

پس جو لوگ حضور ﷺ کو بعطائے الٰہی شفاعت کرنے والا مانتے ہیں وہ سچے مسلمان ہیں اور جو اس کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث کے منکر ہیں اور قرآن و حدیث کا منکر کھلا کافر ہے۔ اور وہ لوگ جو حضور ﷺ کو قدیمی' ذاتی' ابدی' لامحدود صفات کے تحت شفاعت کرنے والا مانتے ہیں وہ کھلے مشرک ہیں۔

میرے محترم مسلمان بھائیو! قرآن و حدیث اور دلائل و براہین کی روشنی میں تمام حقائق نکھر کر سامنے آچکے ہیں قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کے بعد اب

Marfat.com

کسی وضاحت کی ضرورت ہرگز نہیں رہتی' اب اگر میں آپ سے یہ پوچھوں کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو صفات کاملہ اللہ کی ہیں وہ صفات انبیاء و اولیاء کی بھی ہیں اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو یقین جانیئے آپ کا دامن شرک کی نجاست سے پاک صاف اور شفاف ہے۔

اللہ کے نور' موجود و گواہ' عالم الغیب' زندہ' رؤف و رحیم' مددگار' مالک و مختار' شفیع ہونے پر بھی ہمارا ایمان ہے تو حضور سرور کونین ﷺ کے نور' حاضر و ناظر' غیب داں' زندہ' رؤف و رحیم' مددگار اور مالک و مختار اور شفیع ہونے پر بھی ہمارا ایمان ہونا چاہئے یہی حکم الٰہی ہے۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کسی مولوی یا کسی مفتی کے پاس جانے کی آپ کو ضرورت نہیں اپنے ضمیر و ایمان کی کسوٹی پر خود فیصلہ کیجئے کہ مسلمان کون مشرک کون اور کافر کون؟

❁❁❁

میرے پیارے مسلمان بھائیو! اور محترم بہنو! میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ کچھ لوگ بارگاہ خداوندی میں کسی وسیلہ کو ماننے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کسی وسیلے کا محتاج نہیں لہٰذا وسیلہ اختیار کرنا شرک ہے۔ بارگاہ خداوندی میں محبوبان خدا کا وسیلہ اختیار کرنا شرک ہے یا نہیں اس کا تو اندازہ قرآن مجید کی آیتوں ہی سے لگایا جاسکتا ہے کسی کے کہنے سے ہرگز نہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

یایھا الزین اسنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلتہ (سورہ المائدہ 35 رکوع 10)

ترجمہ : "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ سے ڈرنے اور وسیلہ اختیار کرنے کا ذکر موجود ہے اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو نیک اور صالح اعمال کرو نماز روزے اور دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کا حق ادا کرو گناہوں سے

Marfat.com

بچتے رہو یہی معنی اللہ سے ڈرنے کا ہے جب کہ وسیلہ اختیار کرنے سے مراد اللہ کے نیک اور مقرب بندوں کا اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ڈھونڈنا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری اور قرآن مجید کے نازل ہونے سے قبل یہودی یعنی بنی اسرائیل اپنی حاجات کے لئے آقائے نامدار رسالت مآب ﷺ کے نام پاک کا وسیلہ لے کر اس طرح دعا مانگا کرتے۔

اللھم افتح علینا' وانصرنا بالنبی الامی

یارب ہمیں نبی امی کے صدقے میں فتح نصرت عطا فرما

مگر جب آقائے دوجہاں اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے اور اس یہودی قوم کو دین اسلام کی دعوت دی تو یہی وسیلے سے دعا مانگنے والی قوم آپ کی منکر ہوگئی اس حقیقت کو اس واقعہ سے سمجھیں۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ سلمہ ابن قیس فرماتے ہیں کہ ہمارے محلے میں ایک یہودی رہتا تھا میں اس زمانے میں کمسن تھا' ایک دن ہمارے یہاں ایک محفل تھی وہاں وہ یہودی بھی آگیا اور پکار پکار کر کہنے لگا اے بت پرستو کیا تم نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ ہم سب نے کہا تو ہی بتا۔ وہ بولا پھر سب کو زندگی ملے گی' اعمال کا حساب ہوگا میزان قائم ہوگا دوزخ ظاہر ہوگی اور ہر ایک کو اعمال کے موافق سزا اور جزا ملے گی۔ ہم سب نے کہا کہ یہ تو بڑی بعید بات ہے یعنی یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ وہ بولا خدا کی قسم یہ ضرور ہوگا۔ سب نے کہا تیری دلیل کیا ہے اس نے کہا میری دلیل وہ آخر الزماں پیغمبر ہے جو مکہ اور یمن سے ظاہر ہوگا وہ میرے کلام کی تصدیق کرے گا ہم نے کہا کہ وہ کب ظاہر ہوگا اس نے مجلس کے دائیں بائیں دیکھا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑھی تو یہ اس نبی کا زمانہ پالے گا۔

سلمہ ابن قیس فرماتے ہیں کہ ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ حضور ﷺ کی نبوت کی خبر مشہور ہوگئی اور جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ہم سب مسلمان ہوگئے ہم نے اس یہودی کو دیکھا وہ کافر ہی رہا اور حسد کرتا رہا ہم

Marfat.com

نے اس سے کہا تجھے کیا۔ گیا کہ ان کا منکر ہے کیا تجھے اپنی وہ بات یاد نہیں جو تو نے ہم سے کہی تھی وہ بولا یاد تو ہے مگر یہ وہ نبی نہیں۔

مذکورہ بالا حقیقت سے پتہ چلا کہ بنی اسرائیل قوم کے بعض لوگ حضور کی آمد کے بعد ان کے منکر ہوگئے اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وکانو من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جائھم ما عرفوا کفر وابہ فلعنتہ اللہ علی الکفرین (سورہ بقرہ آیت 89)

ترجمہ : ''اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔''

قرآن مجید کی اس چمکتی ہوئی آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سرور کونین ﷺ کی ولادت سے بھی پہلے یہود اپنی حاجات کے لئے حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلے سے دعا کرتے تھے جس سے اس حقیقت کا پتا چلا کہ حضور سرور کونین ﷺ کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی آپ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا اس وقت بھی حضور ﷺ کے وسیلے سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار پر یہودی فتح حاصل کرنے کے لئے اس طرح دعا کرتے۔

اللھم انا نستنصرک بحق النبی الامی ان تنصرنا علیھم

ترجمہ : ''اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما۔''

(ملاحظہ کیجئے تفسیر در منثور صفحہ 88 جلد اول مطبوعہ بیروت)

غور فرمایئے جب سابقہ امتیں حضور سرور کونین ﷺ کے وسیلے سے فتح و کامیابی کے لئے دعا مانگ سکتی ہیں تو امت رسول تو بدرجہ اولی یہ حق رکھتی ہے کہ وہ اپنے محبوب نبی کے وسیلے کو اختیار کرے کیوں کہ امت رسول بغیر رسول کے واسطہ اور وسیلہ کے اللہ کی رسائی حاصل نہیں کرسکتی اور خداوند قدوس کی رسائی حاصل کرنے کا بغیر وسیلے کے اور کوئی دوسرا طریقہ یا راستہ یا کوئی سبب ممکن ہی نہیں۔

Marfat.com

امت رسول کو جو کچھ بھی اللہ سے ملا وہ سب کچھ حضور ﷺ ہی کے وسیلے سے ملا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب میں ایک جماعت رہا کرتی تھی جو جنات کے ایک گروہ کی پوجا کرتی تھی۔ شان الٰہی دیکھئے کہ جنات کو اللہ نے توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہوگئے اور ان کے پجاریوں کو خبر تک نہ ہوئی۔ مسلمان ہونے کے بعد جنات کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اللہ کا قرب پانے کی غرض سے بارگاہ رب العالمین میں نیک پرہیزگار اور عبادت گزار بندوں کا وسیلہ ڈھونڈنے لگے اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلتہ ایہم اقرب (سورہ بنی اسرائیل 57)

ترجمہ : ”وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔“

مذکورہ آیت مقدسہ کے بارے میں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں فرماتے ہیں جن کو کافر پوجتے ہیں وہ تو آپ ہی اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون بندہ بہت نزدیک ہے تاکہ اس کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد ﷺ ہے آخرت میں ان ہی کی شفاعت ہوگی۔

پس مذکورہ آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ کے نیک پرہیزگار اور مومن بندے ہمیشہ اللہ کے مقرب بندوں کا وسیلہ اختیار کرتے رہے ہیں۔

قرآن مجید کا ایک ارشاد اور سن لیجئے جو ہر طرح کے شکوک و شبہات کو دور کر دینے کے لئے کافی ہے۔ وسیلے کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما (سورہ نساء 65)

ترجمہ : ”اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرما دیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“

Marfat.com

غور فرمایئے مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ نے کتنا واضح اور دو ٹوک ضابطہ اصول متعین فرمایا کہ اے لوگو! بے شک میں معاف کرنے والا غفور و رحیم ہوں مگر میں تمہیں اس وقت معاف کروں گا جب تم پہلے میرے محبوب ﷺ کو وسیلہ بناؤ گے اور ان کی ذات عالیہ کو وسیلہ بنا کر رضامندی بھی حاصل کرو اگر وہ تمہاری شفاعت فرما دیں گے تو بے شک میں تمہارے بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف کر دوں گا۔

وسیلہ اختیار کرنے کا کتنا واضح ثبوت اس آیت مبارکہ میں موجود ہے۔ حضور سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی پھر آپس میں بیٹھ کر پوچھیں گے کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کا صحابی بھی ہو لوگ کہیں گے کہ ہاں ہے پس ان لوگوں کی برکت سے فتح ہوگی۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ جہاد کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کیا تم میں صحابی رسول کو دیکھنے والا (تابعی) ہے لوگ کہیں گے کہ ہاں ہے پس ان کی برکت سے فتح و نصرت ہوگی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی اور آپس میں دریافت کرے گی کہ تم میں سے کوئی ہے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھنے والے تابعی کو دیکھا لوگ کہیں گے ہاں پس ان کی برکت سے فتح و نصرت ہوگی۔

(ملاحظہ کیجئے صحیح بخاری صفحہ 177 جلد دوئم' مسلم شریف' مشکوۃ شریف' عمدۃ القاری' مرقات شریف اشعۃ اللمعات فارسی جلد چہارم)

اس حدیث پاک میں کتنے واضح الفاظ میں بزرگان دین کے وسیلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی تو آپ نے اپنا سر انور اوپر اٹھایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اسئلک بحق محمد الا غفرت لی

Marfat.com

ترجمہ : "اے پروردگار محمد مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے مجھے معاف فرما دے۔"

اللہ نے ارشاد فرمایا محمد ﷺ کون؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میں نے اپنا سر اٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا تو اس میں لکھا ہوا نظر آیا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تو میں نے یقین کر لیا کہ محمد ﷺ کوئی تیری بڑی معظم اور محبوب ہستی ہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھ رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم علیہ السلام وہ تیری اولاد میں سے سب نبیوں سے آخری نبی ہیں اور اس کی امت تیری اولاد میں سے سب امتوں سے آخری امت ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو اے آدم، تو بھی نہ ہوتا۔

(ملاحظہ کیجئے طبرانی شریف جلد دوئم صفحہ 83 ۔ 82 متدرک جلد دوئم صفحہ 415 مواہب الدنیہ جلد اول صفحہ 12)

غور فرمایئے! کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت بھی حضور سرور کونین ﷺ ہی کے وسیلے سے ہوئی۔ اتنے واضح ارشادات اور سورج کی طرح چمکتی ہوئی آیات مبارکہ کے ہوتے ہوئے اگر کوئی وسیلہ کا منکر ہو تو بلاشبہ وہ قرآن و حدیث کا منکر ہی ہو سکتا ہے اور ایسا ہی منکرِ قرآن کافر و مرتد ہے۔

جو لوگ وسیلے کا انکار کرتے ہیں ان کا یہ انکار کس وجہ سے ہے۔ آیئے ذرا اس کا بھی جائزہ لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

مانعبدھم الا لیقر بونا الی اللہ زلفی (سورہ الزمر 3)

ترجمہ : "ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لئے کہ ہمیں رب تعالیٰ سے قریب کر دیں۔"

اس آیت مقدسہ کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کفار و مشرکین بتوں کو نہیں پوجتے تھے مگر خدا تک رسائی کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے اور اس ذریعہ اور

Marfat.com

وسیلہ کو شرک کہا گیا ہے۔ لہٰذا اللہ کے درمیان کسی کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔

محترم مسلمانو! مذکورہ بالا آیت مقدسہ پر ذرا غور فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ نے وسیلہ اختیار کرنے کو کفر نہیں فرمایا بلکہ "پوجنے" کو شرک قرار دیا ہے اور جہاں تک کسی کو پوجنے کا معاملہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی غیر کو پوجنا واقعی شرک ہے۔ اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہے کوئی دوسرا ہرگز نہیں اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ اس بات پر یقین محکم رکھے اللہ کے سوا کسی کی عبادت کفرو شرک ہے۔

کفار مکہ کا یہ دستور تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف بتوں کی پوجا کرتے اگر انہیں اس برے فعل پر روکا جاتا کہ تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو ہر وقت ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ کیا ان بتوں نے تمہیں پیدا کیا ہے؟ کیا یہ اس عالم کائنات کے خالق ہیں؟ زمیں کا فرش' آسمان کا نیلگوں سائبان کیا انہوں نے بنایا ہے؟ وہ جواب دیتے نہیں پھر ان سے کہا جاتا تو پھر تم ان کی پوجا کیوں کرتے ہو وہ کہتے کہ ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے یہ ہمیں اللہ کا مقرب بناتے ہیں۔ ہم گناہگار اس قابل نہیں کہ اللہ کی عبادت کریں ہم تو صرف ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہوگا۔ پس اے مسلمانو! مذکورہ آیت کریمہ انبیاء اور اولیاء کے وسیلے کے انکار میں ہرگز نازل نہیں ہوئی بلکہ کفار مکہ کی مذمت میں نازل ہوئی جو بتوں کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے

اس آیت مقدسہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ کفار و مشرکین نے ان بتوں کو اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا۔ جو اللہ کے دشمن ہیں جب کہ مسلمان کسی اللہ کے دشمن کو وسیلہ نہیں بناتا بلکہ اللہ جل مجدہ کے محبوبین کو وسیلہ بناتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ بت پرستوں کا وسیلہ کفرو شرک ہے تو مومنین کا وسیلہ عین ایمان۔ مذکورہ آیت میں انبیاء اور اولیاء کے وسیلے کا ہرگز انکار نہیں

Marfat.com

قرآن مجید کا ایک ارشاد اور سنیئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ (سورہ توبہ 84)

ترجمہ : "اور ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا۔"

اس آیت مقدسہ کے بارے میں بھی کچھ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا تو حضور سرور کونین ﷺ نے اپنی قمیض عبداللہ بن ابی کی نعش کو پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اس کے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ کو ان کاموں سے منع فرمایا۔ دیکھو حضور ﷺ کی دعا' نماز جنازہ' قمیض پہنانا' منہ میں لعاب دہن ڈالنا سب بے کار گیا کچھ فائدہ نہ ہوا' کیوں کہ اس کے اعمال خراب تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

پیارے مسلمانو! یہ عبداللہ بن ابی کون تھا کہ جس کو حضور اکرم ﷺ کا وسیلہ کام نہ آیا۔ آیئے قرآن ہی سے پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں عبداللہ بن ابی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

انھم کفروا باللہ ورسولہ وما توا وھم فسقون (سورہ توبہ 84)

ترجمہ : "بے شک اللہ اور رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔"

غور فرمایئے مذکورہ بالا آیت مبارکہ نے اس حقیقت کا راز فاش کر دیا کہ عبداللہ بن ابی مومن نہ تھا بلکہ وہ ایک فاسق و فاجر اللہ اور اس کے رسول کا منکر یعنی منافق تھا اور اسے کفر پر موت آئی تھی۔ اسی لئے اس کو حضور سرور کونین ﷺ کا وسیلہ کام نہ آیا۔ جب کہ حضور ﷺ کا وسیلہ مومنین کے لئے ہے کافروں اور منافقوں کے لئے نہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کونین ﷺ کو حکم دے کر یہ واضع کر دیا عبداللہ بن ابی جیسے گستاخوں اور بے دینوں کے ساتھ آپ ہرگز نرمی نہ برتیں نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں اور نہ ہی ان جیسوں کی قبروں پر جایا کریں۔ ان کی

Marfat.com

گستاخی اور بے ادبی نے انہیں اس قابل نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی کا ان پر نزول ہو۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی کے انتقال کا وقت قریب آیا تو حضور اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس نے حضور کی خدمت میں پرزور درخواست کی کہ جب وہ مرجائے تو آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے تشریف لائیں اور کفن کے لئے اپنا وہ کرتا عنایت فرمائیں جو آپ نے پہن رکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ اس ناپاک اور نجس کو اپنا پاک اور مقدس کرتہ ہرگز عنایت نہ فرمائیں۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر اس کافر اور منافق کو میرا کرتا ہرگز نفع نہیں پہنچائے گا بلکہ اس کے دینے میں یہ حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو دولت اسلام سے سرفراز فرمائے گا۔

حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے عبداللہ بن ابی انصار مدینہ کا سردار تھا۔ اوس اور خزرج قبیلے میں یہ واحد شخص تھا جسے متفقہ طور پر بادشاہ تسلیم کر لیا گیا تھا اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس کی قوم میں دو آدمی بھی ایسے نہ تھے جو اس سے اختلاف رکھتے ہوں اس کی باقاعدہ تاجپوشی کی تیاریاں بھی ہونے لگی تھیں کہ اسی دوران حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے اور اس کی بادشاہت کا خواب چکنا چور ہوگیا۔ حضور سے مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔

محترم مسلمانو! منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کے ہمراہ ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہا کرتا جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارا یہ سردار عمر بھر حضور کی مخالفت کرنے کے باوجود اپنی بخشش اور نجات کے لئے حضور سرور کونین ﷺ کے کرتے کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹ گئے۔ اور یہ حقیقت ان پر ظاہر ہوگئی کہ حضور کی رضا کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا ممکن نہیں لہٰذا انہوں نے سچے دل سے توبہ کی اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی مانگی اور حضور ﷺ کے کرتے کی

Marfat.com

برکت سے اس دن ایک ہزار منافق مشرف بااسلام ہوگئے۔ جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا جو حضور کا وفادار صحابی تھا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی۔ اور عرض کی یارسول اللہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ محسن انسانیت اور پیکر عفو و عنایت حضرت محمد ﷺ نے منع نہ کیا اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے چل دیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر گزارش کی یارسول اللہ! اس دشمن رسول کی آپ نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیئے۔ اس وقت مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دیکھو حضور ﷺ کا وسیلہ عبداللہ بن ابی کے کام نہ آیا ان کا یہ کہنا بالکل بجا ہے اور جہاں تک مومنین کے لئے وسیلہ کا معاملہ ہے اس کے بارے میں مسلم شریف کی حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حضور ﷺ کا جبہ شریف تھا اور فرماتی تھیں کہ یہ جبہ شریف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا' ان کے وصال کے بعد میں نے اسے لے لیا اس جبہ شریف کو حضرت محمد ﷺ پہنتے تھے اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھو کر پلاتے ہیں اس سے اسے شفا ہو جاتی ہے۔

(ملاحظہ کیجئے مشکوۃ شریف کتاب اللباس)

غور فرمایئے ایک طرف تو حضور ﷺ کا کرتا ہے جو عبداللہ بن ابی کو فائدہ نہ دے سکا کیوں کہ وہ منافق تھا جب کہ دوسری جانب حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کا جبہ شریف کو بیماری سے نجات کا وسیلہ سمجھ کر صحابہ کرام دھو کر پی لیتے تھے۔ اور انہیں شفا نصیب ہو جاتی تھی۔ پس ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا کرتا ہو یا جبہ اگر مومن ہے تو نفع ہی نفع ہے اور اگر منافق اور کافر ہے تو نہ نفع ہے اور نہ ہی کوئی وسیلہ۔

❁❁❁

Marfat.com

محترم مسلمانو! نذر و نیاز و فاتحہ وغیرہ کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ نذر و نیاز فاتحہ، گیارہویں شریف وغیرہ کا کھانا حرام اور اہتمام کرنے والا مشرک ہے گویا یہ عمل بھی شرک ہے۔ دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما اهل به لغیر الله (سورہ بقرہ آیت 173)

ترجمہ : "اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔"

پیارے مسلمان بھائیو! جہاں تک اس آیت مبارکہ کا تعلق ہے قرآن مجید میں چار مقامات پر اس آیت مبارکہ کا ذکر ہے۔ آیت مبارکہ کا نزول کیوں ہوا۔ اللہ نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور کو حرام کیوں قرار دیا۔ ان سوالوں کے جوابات قرآن مجید کے سب سے بڑے اور پہلے مفسرِ قرآن صحابیِ رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے پھر اس کے بعد کتب حدیث کی معتبر اور مستند تفاسیر سے حاصل کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اپنی مشہور و معروف تفسیر' تفسیر ابن عباس میں مذکورہ آیت کا ترجمہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ : "اور اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً بتوں کے لئے ذبح کرنا۔"

(ملاحظہ کیجئے تفسیر ابن عباس صفحہ 22 مطبوعہ مصر)

پیارے مسلمانو! قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہر جگہ صحابیِ رسول اور مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت مبارکہ کی یہی تفسیر کی ہے کہ وہ جانور حرام ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا عمداً بتوں کے لئے ذبح کیا جائے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جب کفار و مشرکین جانوروں کو ذبح کرتے تھے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیر دیتے تھے اور پکار پکار کر اس طرح کہتے۔

باسم اللات والعزی

یعنی لات اور عزیٰ کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں

Marfat.com

کفار و مشرکین ان بتوں کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھ کر نام پکارتے۔ صاف ظاہر ہے کہ کفار کے وہ جانور حرام ہوئے جو بتوں کی بھینٹ چڑھانے کے لئے بتوں کے نام پر ذبح کئے جاتے تھے۔

اگرچہ اس عظیم ترین تفسیر کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت پیش نہیں آتی مگر پھر بھی چند معتبر تفاسیر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کیوں کہ اس آیت مبارکہ کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ملت اسلامیہ میں افتراق و انتشار کا دروازہ کھل چکا ہے اور کچھ لوگ دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کو اس آیت مبارکہ کی روشنی میں کافر و مرتد کہتے ہوئے بھی گریز نہیں کرتے اور بڑی شد و مد سے ان تمام جانوروں کو حرام و مردار کہتے ہیں جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ذبح کیا گیا ہو اگرچہ بوقت ذبح اس پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام کیوں نہ لیا گیا ہو۔ آئمہ دین اور مفسرین کرام کی معتبر اور مستند تفاسیر کے چند ترجمے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں تاکہ اس آیت کریمہ کو اپنی مرضی کا اکھاڑا نہ بنایا جائے بلکہ حقیقت واضح ہو جائے اور باہمی اختلاف و انتشار کے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قابو پایا جاسکے۔

اس آیت مبارکہ کا جو مفہوم و معنیٰ آئمہ دین اور سلف صالحین نے خود سمجھا اور پھر ہمیں سمجھایا وہ کیا ہے سنیئے۔ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

وما اھل بہ لغیر اللہ

ترجمہ : "ہر ذبح کرنے والا محمل ہے جیسا کہ عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے۔"

(ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 281 مطبوعہ مصر)

حضرت اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں اس آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

یعنی "وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے نام کی آواز بلند کی جائے

Marfat.com

اور وہ کافر جس وقت اپنے معبودوں کے واسطے ذبح کرتے تھے تو ان کے ساتھ آواز بلند کرتے اور کہتے تھے "ساتھ نام لات اور عزی کے"

(ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ 277 مطبوعہ مصر)

حضرت امام محمد ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ تفسیر ابن جریر میں اس آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

اور "جو ذبح کیا گیا ہو ان کفار کے معبود بتوں کے لئے نام لیا جائے غیراللہ کا"

(ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر امام محمد بن جریری طبری رحمتہ اللہ علیہ)

امام علی بن محمد خازن رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں "جو ذبح کیا جائے بتوں کے واسطے اور طواغیت کے لئے اور اصل ایلال بلند ہونا آواز کا اور وہ اس لئے کہ وہ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے واسطے ان کے۔

(ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد اول صفحہ 119 مطبوعہ مصر)

امام عبدالرحمٰن بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"بلند کی اس کے ساتھ آواز ذبح کے وقت واسطے بت کے۔"

(ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ 211 مصر)

آخر میں امام محمد آلوسی رحمتہ اللہ علیہ کا قول بھی سن لیجئے آپ فرماتے ہیں' **"اهل به لغير الله"** سے بتوں کے نام پر ذبح کرنا مراد ہے۔

(ملاحظہ کیجئے تفسیر روح المعانی صفحہ 44)

محترم مسلمان بھائیو! ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لے کر دیگر آئمہ دین اور مفسرین کرام تک آپ نے **وما اهل به لغير الله** کی تفسیر ملاحظہ فرمائی ان مقتدر مفسرین کی تفاسیر کے مطابق **وما اهل به لغير الله** کی زد میں صرف وہ جانور آتے ہیں جنہیں بت پرست اپنے باطل معبودوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بتوں کی بھینٹ چڑھاتے اور ان کا نام پکارا کرتے تھے جب کہ مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالٰی کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا تک نہیں کرتے۔

کفار و مشرکین ان جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی

Marfat.com

جان تلف کرتے کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا جب کہ مسلمان کسی غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد اس کا پکایا ہوا کھانا عام مسلمان' غرباء و فقراء اور عزیز و اقربا میں تقسیم کر دیا جائے اور اس کا جو ثواب ہو وہ فلاں فلاں بزرگ یا کسی مرحوم رشتے دار کو پہنچے اگر مقصد صرف ایصال ثواب ہو جیسا کہ ہر مسلمان کا مقصد ہوتا ہے تو اس کو طرح طرح کی تاویلات سے حرام کہنا اور مسلمانوں پر شرک کی گرفت لگانا کسی طرح جائز نہیں بلکہ مقصد الٰہی کو بدل کر تفسیرِ قرآن کی تحریف کرنا ہے۔

جن لوگوں نے اس آیتِ مبارکہ کے غلط معنی نکال کر بزرگان دین اور مرحوم عزیز و اقرباء کے نام پر دی گئی نذر و نیاز فاتحہ برائے ایصال ثواب کو کفرو شرک سمجھا وہ عقائد باطلہ کی پیداوار ہیں ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

چونکہ مفسرین کرام کی تفاسیر سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ غیر اللہ سے مراد بت ہیں۔ اللہ کے نبیؐ یا ولی یا کوئی پیر فقیر یا کوئی عام مسلمان نہیں۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی ولی یا نبی کے لئے متعین کیا جانے والا جانور حرام ہے اگر کچھ دیر کے لئے درست بھی مان لیا جائے تو یقین جانیئے دنیائے اسلام کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔

ذرا سوچئے کسی نبی یا ولی یا پیر یا کسی مرحوم رشتہ دار کے ایصال ثواب کے لئے متعین یا مقرر کرنے سے اگر جانور حرام ہونے لگ جائیں تو پھر باراتیوں کے لئے خریدی ہوئی گائے بھی حرام ہوگی' ولیمہ یا عقیقہ کے لئے مقرر کردہ جانور بھی حرام ہوگا گاہکوں کے لئے ذبح کیا جانے والا بکرا بھی حرام ہوگا۔ کیوں کہ مجازا یہ بھی تو مخلوق ہی ہیں۔

سچ بات یہ ہے کہ محبوبان خدا سے منسوب کر دینے سے جانور حرام نہیں ہوتا جب کہ اسے بسم اللہ' اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا جائے۔ قرآن پاک کی کوئی ایک آیت یا کوئی ایک حدیث ایسی نہیں جو کسی سے منسوب کئے جانے والے جانور یا کسی شیرینی کو

Marfat.com

حرام قرار دیتی ہو۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عیدگاہ میں حاضر تھا محبوب خدا حضرت محمد ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور خطبہ ختم کیا اور منبر سے نیچے تشریف لائے ایک دنبے کو لائے اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور ذبح کے وقت فرمایا۔

بسم اللہ، اللہ اکبر ھذا عنی و عن لم یصنع من امتی

ترجمہ : "بسم اللہ اللہ اکبر میری طرف سے ہے اور میرے اس امتی کی طرف سے ہے جو ذبح نہیں کرسکا۔"

(ملاحظہ کیجئے سفر السادات صفحہ 124)

حضور سرور کونین ﷺ کے وصال کے بعد امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک دنبہ پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے اس کے بعد دوسرا اپنی طرف سے۔
(ملاحظہ کیجئے ترمذی شریف جلد اول صفحہ 538 ابوداؤد شریف جلد دوئم صفحہ 29)

حضور ﷺ اپنی پہلی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے بکری ذبح فرماتے اور اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ (ملاحظہ کیجئے ترمذی شریف جلد دوئم صفحہ 527)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نکلے اور میں ساتھ تھا پس تشریف لے گئے انصاری کی عورت کے گھر اور اس نے ذبح کی بکری ان کے لئے۔
(ملاحظہ ہو ترمذی شریف جلد اول صفحہ 37)

پیارے مسلمانو! غور فرمایئے اگر مجازی نسبتوں سے منسوب کر دینے سے جانور حرام ہو جاتا تو پھر حضور ﷺ نے اپنے لئے اپنی اُمت کے لئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے جانور کیوں مقرر فرمایا؟ اگر ان مجازی نسبتوں کو کفر اور شرک سمجھ لیا جائے تو سارا نظام زندگی کفر و شرک اور حرام ہو کر رہ جائے گا۔

پس اگر کوئی کسی جانور کو نبی یا ولی سے منسوب کر دینے کو حرام کہتا ہے تو یہ اس کا باطل قیاس ہے جسے دین کی شکل دینا زبردست بددیانتی اور بدترین شرانگیزی ہے۔

Marfat.com

کسی بھی نبی یا ولی یا اپنے مرحوم رشتے داروں کے لئے ذبح کیا جانے والا جانور قطعی حلال ہے اور اس کا ایصال کردہ ثواب بزرگان دین یا مرحومین کو پہنچتا ہے۔
اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

والذین جاء ولمن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان
(سورہ حشر پارہ 28 آیت 10)

ترجمہ : "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے' کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب مغفرت فرما ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے بحالت ایمان گزر چکے۔"

اس آیت مبارکہ میں انتقال شدہ مسلمانوں کے لئے ایصال ثواب کا ذکر ہے۔ جس سے مرحوم مسلمانوں کے لئے دعائے خیر کرنا ثابت ہوا۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (سورہ ابراہیم پارہ 13 آیت کریمہ 41)

ترجمہ : "اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔"

اس آیت کریمہ میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کل مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا ثبوت موجود ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے گویا وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی اہل ایمان کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے' اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

(ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف صفحہ 206)

Marfat.com

ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت' امت مرحومہ ہے' وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک کردے گا۔

(ملاحظہ ہو شرح صدور امام جلال الدین سیوطی 128)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ہم اپنی میتوں کے لئے جو صدقات خیرات کرتے ہیں ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو کیا اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اسی طرح مسرور اور شاداں ہوتے ہیں جس طرح تمہارے اعلیٰ اور مرغوب تحفوں سے زندہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب بھی کوئی مرتا ہے تو پھر اس کے ورثا اس کے لئے صدقہ کرتے ہیں پھر جرائیل علیہ السلام اس صدقہ کو اس طبق میں رکھ کر اس مردے کی قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں پس کہتے ہیں جرائیل علیہ السلام "اے قبر والے یہ ہدیہ ہے تیرے اہل کی طرف" پس وہ مردہ اسے قبول کرتا ہے پھر قبر میں داخل ہوتا ہے خوش ہوتا ہے اور بشارت دیا جاتا ہے اور وہ مردے جن کے اہل نے ہدیہ نہیں کیا وہ انہیں دیکھ کر غمگین ہوتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو شرح الصدور شریف صفحہ 129)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی حضور میری بیٹی انتقال کر گئی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں۔ آپ مجھے کوئی عمل بتا دیں۔ جس سے میں اپنی بیٹی کو دیکھ سکوں۔

خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے عمل بتا دیا پھر اس عورت نے اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب قبر میں مبتلا ہے۔ تارکول کا لباس پہن رکھا ہے گردن

Marfat.com

میں زنجیر ہے اور پاؤں میں بیڑیاں ہیں اس عورت نے یہ خواب خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو بتا دیا۔ کچھ عرصہ بعد خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اس کے سر پر تاج ہے لڑکی نے کہا اے حسن بصری (رحمتہ اللہ علیہ) تم نے مجھے پہچانا؟ میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی۔

آپ نے فرمایا تمہیں یہ مقام کیسے حاصل ہوا حالانکہ تم تو عذاب میں مبتلا تھیں۔ لڑکی نے کہا ایک بار ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزرا اور اس نے حضور سرور کونین ﷺ پر درود شریف پڑھا اور قبروالوں کو بخش دیا اس وقت قبرستان میں پانچ مردوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ آواز آئی کہ اس آدمی کے درود شریف پڑھنے کی برکت سے ان سے عذاب ہٹا دو۔

(ملاحظہ ہو مکاشفتہ القلوب صفحہ 67 امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ)

پس قرآن و حدیث اور مذکورہ بالا واقعہ کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ مرحومین کو ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس ثواب پر خوش ہوتے ہیں۔ پیارے مسلمانو! جہاں تک حقائق کا تعلق ہے وہ پورے طور پر نکھر کر سامنے آچکے ہیں۔ حق بات واضح ہوچکی ہے کہ

وما اھل بہ لغیر اللہ

کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ گیارھویں شریف کی نیاز' محرم شریف کی سبیل' شب برات کا حلوہ' کسی بزرگ کا لنگر' میلاد شریف کا تبرک یا کسی ولی کے مزار کا تبرک حرام ہے بلکہ ایسا جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بسم اللہ' اللہ اکبر کے بجائے کسی غیر اللہ کا نام لیا جائے۔دنیا میں آج تک کوئی مسلمان ایسا نہیں جو بوقت ذبح اللہ کے سوا کسی غیر کا نام لیتا ہو۔ سب کے سب بسم اللہ' اللہ اکبر ہی کہتے ہیں لہٰذا اس بات کا فیصلہ ہوا کہ نذر و نیاز' ختم شریف' گیارھویں شریف میں پکایا جانے والا کھانا وما اھل بہ لغیر اللہ کی زد میں نہیں آتا اس لئے یہ تمام امور جائز و مستحب ہیں۔

نیاز و فاتحہ کا کھانا خواہ سوئم کا ہو یا دسواں' بیسواں کا' چالیسویں کا ہو یا گیارھویں

Marfat.com

کی نیاز کا یا اپنے فوت شدہ عزیز و اقارب کے ایصال ثواب کا کسی صورت میں حرام نہیں بلکہ یہ تو وہ بابرکت کھانا ہے جس پر قرآن مجید کی مقدس آیات تلاوت کی جاتی ہیں پھر اس کا جملہ ثواب تمام مومنین کی ارواح کو پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایتہ مومنین (سورہ انعام 118)

ترجمہ : "تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔"

مزید ارشاد ہوتا ہے۔

وما لکم الا تاکلو مما ذکر اسم اللہ علیہ (سورہ انعام 119)

ترجمہ : "اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔"

غور فرمایئے مذکورہ بالا آیت مقدسہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ کھانا' کھانا جس پر قرآن مجید کی تلاوت کر کے فاتحہ پڑھی جائے بحکم الٰہی جائز ہے اور جو ایسے پاکیزہ کھانے کو حرام قرار دے وہ قرآنی آیات کا منکر ہے۔

❁ ❁ ❁

محترم مسلمانو!

خالق کائنات اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما (سورہ احزاب 56)

ترجمہ : "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"

محترم مسلمانو! اس آیت مقدسہ میں اللہ نے اپنے بندوں کو "صلو" اور "سلمو" کا حکم دیا ہے جس سے درود اور سلام کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔ مذکورہ آیت میں درود

Marfat.com

اور سلام دونوں کو پڑھنے کا حکم ہے چنانچہ درود شریف وہ پڑھا جائے جس میں درود بھی اور سلام بھی۔ نماز میں جو ہم درود ابراہیم پڑھتے ہیں اس میں سلام نہیں لہٰذا درود ابراہیمی کو پڑھ کر مذکورہ آیت کریمہ کی پوری تعمیل نہیں ہوتی جب کہ سلام کی تعمیل التحیات میں اس طرح ہوتی ہے۔ ''السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

جہاں تک درود ابراہیمی کا تعلق ہے بلاشبہ درود ابراہیمی پڑھنا حضور سرور کونین ﷺ کی تعلیمات میں سے ہے اس کی فضیلت سے انکار نہیں یہ وہ بابرکت درود پاک ہے جسے نماز جیسی عبادت کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے اور دنیا بھر کے سارے مسلمان حالت نماز میں یہی درود ابراہیمی پڑھتے ہیں مگراس کے باوجود یہ درود پاک صرف صلوٰ کی تعمیل کرتا ہے سلام کی نہیں۔ جس سے آدھے حکم پر عمل ہوا آدھے پر نہیں۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ درود شریف وہ پڑھا جائے جس سے آیت مذکورہ بالا کی پوری تعمیل ہو جائے یعنی اس میں درود و سلام دونوں ہی آجائیں۔ لہٰذا جو مسلمان ''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھتے ہیں گویا وہ قرآنی احکام کی پوری تعمیل کرتے ہیں کیوں کہ مذکورہ درود پاک میں صلوۃ و سلام دونوں ہی آجاتے ہیں اور اس طرح قرآنی احکام کی پوری تعمیل ہو جاتی ہے یہی وہ درود پاک ہے جو روضہ رسول پر صبح و شام پڑھا جاتا ہے جو لوگ اس درود پاک کو شرک کہتے ہیں اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا روضہ رسول پر صبح و شام شرک ہوتا ہے؟ کیا روضہ اقدس پر ''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھنے والے سب مسلمان مشرک ہیں؟ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ روضہ رسول پر یہ درود شرک نہیں بلکہ روضہ رسول سے دور پڑھنا شرک ہے تو افسوس ہے ان کی اس ناقص سوچ پر کہ جنہیں یہ تک نہیں معلوم کہ شرک تو ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے بلکہ جو گناہ ان مقدس مقامات پر کئے جائیں ان کی سزا دوسرے مقامات پر کئے جانے والے گناہ سے زیادہ سخت ہے۔

جب ''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہنا وہاں شرک نہیں تو پاکستان یا

Marfat.com

دیگر ممالک میں شرک کیسے ہوسکتا ہے اگر کسی کو اس وجہ سے اعتراض ہے کہ اس درود پاک میں لفظ "یارسول اللہ" آتا ہے جو ان کی نظر میں حرام اور شرک ہے تو ان کا یہ اعتراض بھی قطعی غلط ہے۔ اول تو یا رسول اللہ کے جائز ہونے کا ثبوت آپ شروع میں پڑھ ہی چکے ہیں۔ مگر اس درود کے حوالے سے بھی ذرا آپ غور فرمایئے کہ دنیا بھر کے تمام مسلمان چودہ سو برس سے بھی زیادہ برسوں سے حالت نماز میں "یا" والا سلام التحیات میں "السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہ" کہہ کر پڑھتے آئے ہیں تو پھر "یا" والا درود و سلام پڑھنے پر اعتراض کیوں؟ جب حالت نماز میں حضور سرور کونین ﷺ کو "یا" کہہ کر سلام پڑھنے میں شرک نہیں تو نماز سے باہر شرک کیسے ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو صبح فرض پڑھنے کے بعد اوراد فتحیہ پڑھے وہ چودہ سو کامل ولیوں کی ولایت سے حصہ پائے گا اور فیض یاب ہوگا۔ مسلمانو! یہی وہ اوراد فتحیہ ہے جس میں یہ درود پاک بھی موجود ہے۔

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یارحمتہ اللعالمین

الصلوۃ والسلام علیک یا شفیع المذ نبین

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سید علی امیر کبیر ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ بیت المقدس کی زیارت کو تشریف لے گئے تو وہاں انہیں خواب میں حضور سرور کونین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ نے کبیر ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کو اوراد فتحیہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ (ملاحظہ ہو انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ 124 مصنف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

غور فرمایئے اگر "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہنا شرک ہوتا تو کیا حضور سرور کونین ﷺ کبیر ہمدانی رحمتہ اللہ کو خواب میں اسے پڑھنے کی تعلیم

Marfat.com

دیتے؟ کیا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسے اپنی کتاب میں لکھ کر شرک کی تعلیم دیتے؟

محترم مسلمانو! حقیقت تو یہ ہے کہ اس درود پاک کو مختلف مکتبہ فکر کے علماء نے بھی جائز اور حصول ثواب کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو کہ مکتبہ دیوبند کے علماء اشرف علی تھانوی' قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اور رشید احمد گنگوہی کے مسلم رہبر و رہنما اور پیر و مرشد ہیں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس کو حضور ﷺ کی زیارت کا شوق ہو اسے چاہئے کہ عشاء کی نماز کے بعد دل کو تمام وسوسوں سے خالی کرے اور یہ تصور کرے کہ حضور ﷺ بہت ہی سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر چودھویں کے چاند کی طرح روشن چہرہ میں جلوہ افروز ہیں دائیں طرف **الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ** اور بائیں طرف **الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ** اور دل پر **الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ** کی ضربیں لگائیں اور جس قدر ہوسکے اس درود شریف کو پے در پے اور بار بار پڑھے ان شاء اللہ حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

(ملاحظہ ہو ضیاء القلوب صفحہ 83)

غور فرمایئے اگر یہ درود پڑھنا شرک ہوتا اور پڑھنے والا مشرک ہوتا تو مشرک کو زیارت کیسی؟ دیوبند مکتبہ فکر کے مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ "یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ سے کہ

"**الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ**"

(ملاحظہ ہو شکر النعمتہ بذکر رحمتہ الرحمتہ صفحہ 18)

مکتبہ دیوبند ہی کے ایک اور مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں۔

"بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے "**السلام علیک یارسول اللہ** **السلام علیک یا نبی اللہ**" وغیرہ کے "**الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ** **الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ**" اسی طرح آخر تک السلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بڑھا دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔"

Marfat.com

(ملاحظہ ہو تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صفحہ 28)

ثابت ہوا کہ **"الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ"** کہنا جائز ہے اس کے باوجود کوئی اسے شرک و کفر کہے تو پھر اسے اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ جو ہر نماز میں التحیات میں **السلام علیک ایھا النبی** (اے نبی اپ پر سلام ہو) کہا اور پڑھا جاتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی شرک ہوگا کیوں کہ اس میں بھی حرف ندا **ایھا النبی** "اے نبی" کا صیغہ موجود ہے۔

جو لوگ **"الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ"** جس کا واضح مطلب ہے کہ "اے اللہ کے نبی تم پر درود اور سلام ہو۔" کو پڑھنا شرک و کفر کہتے ہیں وہ توبہ کریں ورنہ نماز میں **"السلام علیک ایھا النبی"** کہنا چھوڑ دیں۔

مجھے یقین ہے ایسا وہ ہرگز نہیں کرسکتے اور جب ایسا نہیں کرسکتے تو انہیں چاہیے کہ خوب درود و سلام کی کثرت کیا کریں۔ خواہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر۔ حکم عام ہے۔

ایک مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جو درود شریف بھیجتے ہیں آپ پر اور جو آپ سے غائب ہیں اور جو آئیں گے آپ کے بعد کیا حال ہے ان دونوں کا آپ کے نزدیک۔ فرمایا کہ میں خود سنتا ہوں درود شریف اپنے اہل محبت کا اور پہچانتا ہوں ان کو اور پیش ہوتے ہیں میرے پاس درود شریف غیر محبت والوں کے' فرشتوں کے ذریعہ سے۔

(ملاحظہ ہو تحفہ الصلوۃ الی النبی المختار صفحہ 1)

اس حدیث مبارکہ سے دن کے اجالے کی طرح یہ بات روشن ہوگئی کہ اہل محبت کا درود خود حضور سرور کونین ﷺ سنتے ہیں اور جو کوئی درود بغیر محبت کے پڑھتا ہے وہ درود فرشتے آپ کے پاس پہنچا دیتے ہیں اور آپ ہر اہل محبت کو جانتے ہیں کہ کون محبت سے درود و سلام پڑھتا ہے اور کون اس کا منکر ہے۔

❁❁❁

Marfat.com

پیارے مسلمان بھائیو! اور محترم ماؤں اور بہنو! اپنی گفتگو ختم کرنے سے قبل آپ سے انتہائی عاجزی بلکہ ہاتھ جوڑ کر یہ عرض ہے کہ اپنی آنکھوں سے تعصب و کینہ اور بغض و عناد کی عینک اتار دیں اور ایک سچے اور وفادار امتی ہونے کی حیثیت سے اس کتاب کا مطالعہ کیجئے مجھ ناچیز عاجز نے جو کچھ اس کتاب میں بیان کیا ہے نہ تو اس سے اپنی علمی لیاقت کا اظہار منظور ہے اور نہ ہی اپنی قابلیت دکھانا مقصود ہے یہ محض خداوند قدوس اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر ہے تاکہ مسلمان راہ حق کو اختیار کر کے اپنی آخرت کو سنوار سکیں۔

امت رسول کو انتشار و افتراق سے بچانے کے لئے ایک وفادار امتی کا جو فرض ہونا چاہئے تھا اسے اس عاجز و ناچار بندے نے ادا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ امت کو ٹکڑوں میں تقسیم ہونے سے بچایا جاسکے اور پوری امت دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو کر امت واحدہ کی شکل میں ایک مضبوط قوت بن کر ابھر سکے۔

آج ہمیں غور کرنا چاہئے کہ غیر مسلم قوم کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ وہ چاند اور ستاروں کو تسخیر کر رہے ہیں اور ہم ابھی فرقہ پرستی کی تفریق میں پھنسے پڑے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پوری قوم عشق رسول ﷺ کی بنیاد پر ایک نقطے پر جمع ہو جاتی۔ مگر افسوس کہ آج ہم فرقہ پرستی کی بھینٹ چڑھ گئے' اسلامی اخوت کا جذبہ ہمارے دلوں سے نکال دیا گیا۔ تمام امت واحدہ منتشر ہو کر بکھر چکی' نفرتیں اور کدورتیں اس حد تک ایک دوسرے کے خلاف بڑھ چکی ہیں کہ ایک دوسرے کو کافر و مشرک کہنے سے بھی نہیں رکتے۔ ایک دوسرے کی عبادت گاہیں بھی باہمی تصادم سے محفوظ نہیں۔

مذہبی تصادم کی ایک معمولی سی جھلک کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ 1993 میں مذہبی تصادم کے 90 واقعات رونما ہوئے جن میں 38 افراد لقمہ اجل تو 247 افراد زخمی ہوئے۔ جب کہ 1994 میں مذہبی تصادم کے 160 واقعات رونما ہوئے۔ جن میں 72 افراد ہلاک اور 361 زخمی ہوئے اور یہ وباء 1995 میں بھی نہیں رکی بلکہ اس میں مسلسل اضافہ ہوا۔ پورے سال کے اعداد و شمار کا اندازہ تو سال کے آخر ہی میں لگایا

Marfat.com

جاسکتا ہے۔ اس وقت تو صرف اتنا ہوا کہ ماہ رمضان تین فروری 1995 سے تین مارچ 1995 تک صرف ایک ماہ میں کراچی شہر میں 216 افراد فرقہ وارانہ فساد کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ ان حقائق کو دیکھ کر ہر مسلمان کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔

مسلمانو! خدا گواہ ہے اس کتاب کو لکھنے کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں کہ ہمارے وطن عزیز میں فرقہ واریت کی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھایا جائے۔ ہمارا یہ غریب ترقی پذیر ملک ہرگز فرقہ پرستی اور فتنہ و فساد کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اگر بغض و عناد کی عینک اپنی آنکھوں سے اتار کر ایک سچے مسلمان اور وفادار امتی کی حیثیت سے اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ ان شاء اللہ ملک سے فرقہ واریت کا سانپ اپنی موت آپ مرجائے گا اور قوم اخوت و اتحاد، محبت و باہمی، یگانگت و بھائی چارے کے فیض سے مستفید ہوگی۔

فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے حکومت وقت کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے منصب کو نعمت خداوندی سمجھتے ہوئے مخلصانہ کوشش کرے۔ اور تمام مکاتب فکر کے علماؤں کو یکجا کرکے حق پرستی کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ حکومت وقت کی ذرا سی مخلصانہ توجہ ملک کو فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھنے سے بچا سکتی ہے اور بے توجہی فرقہ وارانہ فسادات کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرسکتی ہے جس کا حساب روز محشر حکومتِ وقت کی گردن پر بھی آسکتا ہے۔ ایک عام مسلمان شہری کی بھی یہ دینی اور مذہبی ذمہ داری ہے کہ وہ فرقہ وارانہ انداز فکر کو مسترد کرکے ایک سچے مسلمان اور ایک وفادار امتی ہونے کا ثبوت دے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

پیارے مسلمانو! آج کچھ ایسے لوگ بھی اس معاشرے میں موجود ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کے سب سے بڑے خدمت گزار اور فرقہ پرستی کے سب سے بڑے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں یہی وہ لوگ ہیں جو فرقہ پرستی کی مذمت اور اتحاد ملت کی آڑ میں علم سے ناآشنا مسلمانوں کو ایک نئے جدید اور

Marfat.com

خودساختہ مذہب کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ جو اپنے ہوا سب کو جاہل بدعتی کافر و مشرک اور واجب القتل سمجھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ حق وہی ہے جو ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ باقی ساری امت کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھٹک رہی ہے ذرا سوچیئے جب فرقہ پرستی کا تعصب اس حد تک بڑھ جائے تو اس سے جنم لینے والے منفی اثرات ملک و قوم کے لئے کتنے خطرناک ثابت ہوں گے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلمان حق پرستی کی راہ کو اختیار کر کے دشمنانِ اسلام یہود و ہنود کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی ایک آہنی دیوار بن جائیں۔ آج امریکہ اور دوسری مغربی اقوام مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہے۔ یہودی اور عیسائی لابی اپنی روایتی تنگ نظری اور اسلام دشمنی میں تمام تر اخلاقی حدود کو اپنے ناپاک قدموں تلے روند کر سازشوں میں مصروف ہے' یہی وہ امریکہ ہے جس نے ایران' عراق' سعودی عرب' کویت' سوڈان' فلسطین' اور لیبیا جیسی اسلامی سلطنتوں کے خلاف محاذ آرائی کی۔ یہی وہ امریکہ ہے جو عالم اسلام میں احیائے اسلام کی تحریکوں کی حوصلہ شکنی کے لئے مسلمان ممالک پر مسلسل بنیاد پرستی کا الزام لگا کر ان تحریکوں کے حامیوں کو دہشت گرد قرار دے رہا ہے۔ شام' ایران' لیبیا کو دہشت گرد قرار دیا جاچکا ہے۔ اب پاکستان اس کا ہدف ہے۔ سوڈان' صومالیہ' الجزائر' لبنان' مصراور دیگر اسلامی ممالک پہلے ہی بنیاد پرست قرار دیئے جاچکے ہیں۔

یہی وہ امریکہ ہے جو 1950 کے عشرے میں پاکستان کا دفاعی پاسبان تھا مگر دنیا نے دیکھا کہ جب بھارت نے 1965 اور 1971 میں پاکستان کے خلاف جارحیت کا مظاہرہ کیا تو امریکہ نے دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اسلامی مملکت خداداد پاکستان کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ امریکہ' برطانیہ اور فرانس یہی وہ یہودی ممالک ہیں جو دنیا کے مختلف خطوں میں مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں۔

سقوط غرناطہ' سقوط بغداد' سقوط ڈھاکہ یہود و ہنود کے دیئے ہوئے وہ زخم ہیں جس کا درد آنے والی مسلمان نسلیں محسوس کرتی رہیں گی۔ پاکستان کا سب سے بڑا اور تجارتی شہر کراچی اب یہود و نصاری بالخصوص امریکہ کی سازشوں کا شکار ہوتا نظر آرہا

Marfat.com

ہے۔ وہ کراچی جہاں ایک کروڑ سے زیادہ مسلمان پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔ اب وہاں آگ اور خون کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ شہری جائے پناہ کی تلاش میں نقل مکانی کر رہے ہیں۔ پاکستانی صنعت کار اپنا اپنا کاروبار دوسرے صوبوں میں منتقل کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود غیر ملکی طاقتوں کی دلچسپی اس شہر میں بڑھتی جارہی ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ کراچی میں دو امریکی سفارت کار مارے گئے تھے تو یہ امکان پیدا ہوگیا تھا کہ اب غیر ملکی اپنی حفاظت کی خاطر کراچی چھوڑ جائیں گے مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس امریکی اور برطانوی کمپنیاں کراچی میں سرمایہ کاری کر رہی ہیں' اور یہ یہودی کمپنیاں تیل اور گیس کے منصوبوں میں زیادہ دلچسپی لے رہی ہیں اور یہ تمام کے تمام منصوبے 1997 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔

محترم مسلمانو! 1997 وہ سال ہے جب ہانگ کانگ چین کے حصے میں دے دیا جائے گا جس سے امریکی مفادات کو ضرب لگے گی۔ وہاں امریکی سی آئی اے کے اڈوں کو خطرہ ہوگا۔ 1997 سے پہلے تک امریکی سی آئی اے کا اڈا ہانگ کانگ میں تھا اس کے بعد امریکی سی آئی اے اپنا اڈا پاکستان کے سب سے بڑے اور تجارتی شہر کراچی میں منتقل کرنا چاہتی ہے کیوں کہ پاکستان کے شہر کراچی کی اہمیت اس وقت ہانگ کانگ سے بھی زیادہ ہے جہاں بیٹھ کر امریکی سی آئی اے جنوبی ایشیا کے ممالک کی نگرانی کرے گی۔ امریکہ چاہتا ہے کہ کراچی کو پاکستان سے جدا کر کے ہانگ کانگ کی طرح عالمی سازشوں کا مرکز بنا دے۔

اسلام اور پاکستان یہ دو ایسے نام ہیں جنہیں اہل مغرب صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے سازشوں میں مصروف ہے وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ سات سو سال مغربی سر زمین اسپین پر حکومت کرنے والے مسلمان اسپین کا بدلہ لینے کے لئے پھر کہیں متحد نہ ہو جائیں۔

محترم مسلمانو! انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک عالم اسلام پر ایک نظر ڈال کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ایک ارب سے زیادہ ملتِ اسلامیہ کے فرزند ہر جگہ ظلم و ستم کا شکار ہیں پوری اُمت پر گویا ایک نزع کا عالم ہے' نہ کہیں جائے پناہ ہے اور نہ کہیں

Marfat.com

جائے امان۔ مغربی سامراج ایک گدھ کی صورت میں شمعِ رسالت کے پروانوں کی لاشوں کی بوٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اسلامی مملکت انڈونیشیا میں عیسائیت نے شب خون مارا اور عیسائی مشنری تبلیغ کے ذریعے پسماندہ علاقوں میں تیزی سے عیسائیت کو فروغ دے رہی ہے۔ فلپائن میں مسلمانوں پر کئی سالوں سے عرصۂ حیات تنگ ہے۔

برما میں "اراکان" کے مسلمانوں کا قتل عام اور مسلمان خواتین کی اجتماعی آبرو ریزی نے انہیں زندہ درگور کر دیا ہے' وسط یورپ میں ابھرنے والی چھوٹی سی مسلمان ریاست بوسنیا پر قیامت ٹوٹ رہی ہے۔ لاکھوں مسلمانوں کو سربی درندوں نے شہید کر دیا اور ہزاروں عزت دار خواتین کی عزتیں پامال کر دیں۔ پڑوسی ملک بھارت میں 20 کروڑ سے زائد مسلمان اب تک ہزاروں مرتبہ ہندو مسلم کش فسادات کا سامنا کر چکے ہیں۔ کشمیر میں مسلمانوں کی جان و مال عزت و آبرو کچھ بھی محفوظ نہیں۔ مسلمانوں کے مذہبی اور مقدس مقامات کو منہدم کیا جا رہا ہے۔

فلسطین میں عیسائیوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کی بستیاں تباہ کر دیں۔ روس جیسی سپر طاقت نے وسط ایشیا کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر کے رکھ دیا ہے۔ افغانستان کی سرزمین بھی روسی جبرو استبداد سے مسلمانوں کے خون سے رنگین کر دی گئی۔ یہود و نصاریٰ کی سازشوں سے عراقی مسلمانوں کو زندگی گذارنا مشکل ہو گیا۔

غرض یہ کہ آج سارا عالم کفر ایک قوت بن کر مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور انہیں معاشی' اقتصادی اور نظریاتی غلامی کے جال میں پھانسنے کے لئے تمام اقدامات کو آخری شکل دینے میں مصروف ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی بقاء تقدس و احترام اور دین اسلام کی بحالی کا راز اسی میں پنہاں ہے کہ تمام مسلمان فرقہ پرستی کے خول سے آزاد ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے دست و بازو بن جائیں' فرقہ پرستی اور انا پرستی کے بتوں کو پاش پاش کر دیں اسلام کی بقا اور ملک کے استحکام کے لئے منصوبہ بندی کریں۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!

Marfat.com

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

قرآنِ مجید میں اللہ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (سورہ آل عمران 103)

ترجمہ : "اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا)۔"

مذکورہ بالا آیتِ مقدسہ میں رسی سے مراد دین اسلام ہے' یعنی اللہ کے عطا کردہ دین اسلام کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ دین کو ٹکڑے نہ کیا جائے اور نہ ہی دین کو تقسیم کر کے فرقہ واریت کو فروغ دیا جائے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین فرقوا دینهم و کانوا شیعا لست منهم فی شیء (سورہ انعام 154)

ترجمہ : "وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔"

اس آیت سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نئے نئے فرقوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں ایسے لوگوں کا حضور سرور کونین ﷺ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ ہم سب کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ایک' رسول ایک' قرآن ایک' قرآن کا ضابطۂ حیات ایک' دستور ایک' مگر تعجب ہے کہ ایک چیز تو ایک کے ہاں حلال ہو اور دوسرے فرقے میں حرام ہو' ایک کے ہاں سنت ہو اور دوسرے کے ہاں بدعت ہو' ذرا سوچیے اگر ہر فرقہ اپنے اپنے عقیدے پر ڈٹ جائے اور قرآن و حدیث کے واضح اور روشن ارشادات کے باوجود بھی اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو یہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا نہیں ہے بلکہ اپنے فرقہ وارانہ خود ساختہ اور ماڈرن مذہب کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔

وہ اسلام جو اللہ کا ایک پسندیدہ دین ہے آج فرقہ پرستی کی بناء پر کئی اسلام میں منتقل ہوچکا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم سب مشترکہ طور پر اسلام کو اپنا دین مانیں اور قرآن و حدیث کو تسلیم کرلیں مگر افسوس کہ فرقہ پرستی کو لعنت جانتے ہوئے بھی

Marfat.com

کچھ لوگ اپنے فرقوں سے علیحدہ نہیں ہوتے۔

مسلمانو! میں نے انتہائی دیانت داری اور غیر جانبداری سے قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام حقائق آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ایک سچے اور وفادار امتی ہونے کی حیثیت سے اب آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اللہ و رسول کی خوشنودی قرآن و حدیث کے احکامات کو ماننے میں ہے یا ان فرقوں سے وابستہ رہنے میں جو اپنی آنکھوں پر بغض و عناد' عداوت و شقاوت کی عینک چڑھا کر جبراً اپنے مذموم عقائد مسلمانوں میں رائج کر کے قرآن و حدیث کا انکار کر رہے ہیں۔

میرا یہ سوال ان لوگوں سے بھی ہے جو بغیر سوچے سمجھے اپنی لاعلمی کے سبب ایسے گمراہ فرقوں سے وابستہ ہو گئے ہیں جو قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا انکار کر کے فرو مرتد ہو چکے ہیں۔

اگر آپ کا جواب اللہ اور رسول کے احکامات پر عمل کرنے میں ہے تو آج ہی ہے بلکہ اسی وقت اللہ اور رسول کو گواہ بنا کر یہ عہد کیجئے کہ جن فرقوں نے قرآن و حدیث کا انکار کر کے حضور ﷺ کے غیب داں' حیات النبی' مددگار' نفع و نقصان کے مالک' نور' بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ حاضر و ناظر اور شفیع ہونے کا انکار کیا' ہم ایسے منکروں سے ہمیشہ دور رہیں گے۔ ان بدمذہبوں اور دین کے جھوٹے داعیوں اور بتوں اور بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیتوں کو انبیائے کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنے والے گستاخوں سے بچتے رہیں گے اور ان کے دامِ فریب میں ہرگز نہ آئیں گے۔ مسلمانو! اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہ گمراہ فرقے کون سے ہیں کہ جنہوں نے امت رسول کا شیرازہ بکھیرا' قرآنی آیات کے معنی میں تحریف کی اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کیں تو آپ سے میری پرزور اپیل ہے کہ مجھ ناچیز کی کتاب "منزل کی تلاش" کا ضرور مطالعہ کیجئے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے قوم و ملت کے دشمنوں اور دین کے جھوٹے داعیوں کے بھیانک چہرے سورج کی طرح روشن ہو جائیں گے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

انا لا اخشی علیکم ان تشرکوا لکن اخشی ان تنافسوا

ترجمہ : "مجھے اس بات کا خطرہ نہیں کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرو گے بلکہ مجھے جس چیز کا تمہارے بارے میں خوف ہے وہ یہ کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرو گے۔"

غور فرمایئے جس چیز کا خطرہ حضور سرور کونین ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے محسوس کیا یعنی حسد اس کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں اور جس شرک کے بارے میں فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی ڈر نہیں اس کے بارے میں امت میں انتشار پیدا کر کے فرقہ بندی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کسی جہاد میں مصروف تھی سامنے سے ایک کافر آیا تو صحابہ کرام کو دیکھ کر فوراً خوف کی وجہ سے کلمہ پڑھنے لگا مگر ایک صحابیٔ رسول نے ذرا لحاظ نہ کیا اور تلوار سے اس کی گردن اڑا کر رکھ دی جب حضور ﷺ نے اس صحابی سے دریافت کیا کہ "تو نے ایسا کیوں کیا؟" تو وہ عرض کرنے لگا "یارسول اللہ ﷺ اس نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا تھا کیوں کہ اس کو موت کا یقین ہو گیا تھا تو موت سے بچنے کے لئے کلمۂ توحید پڑھا تھا" اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "هل شققت قلبه" کیا تو نے اس کے دل کو چیر کے دیکھا تھا کہ اس نے دل سے کلمہ پڑھا تھا یا نہیں یا وہ مشرک تھا یا مومن۔ جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا تو تمہیں قطعی کوئی حق نہیں تھا کہ تم اس پر وار کرتے۔" چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس شخص کی دیت اپنی طرف سے ادا کی اور صحابہ کرام کو سختی کے ساتھ منع فرما دیا کہ ایسے شخص کو کوئی قتل نہ کرے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی حیات ظاہری میں رونما ہونے والے اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے انتہائی عبرت ہے جو لوگ اپنی کم عقلی اور لاعلمی کی وجہ سے بلاوجہ مسلمانوں پر مشرک ہونے کا بہتان باندھتے ہیں۔ کیا انہوں نے مسلمانوں کے دلوں کو چیر کر دیکھا ہے؟ حضور ﷺ کے بارے میں تو یہ دعویٰ کہ وہ ہمارے دلوں کی باتوں کو نہیں جانتے اور اپنے بارے میں یہ دعویٰ کہ وہ مسلمانوں کے دلوں کا حال

Marfat.com

جانتے ہیں۔ اتنی بڑی عظیم ہستی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نفع و نقصان کے مالک نہیں تعجب ہے کہ ڈسپرین کی گولی یا بنفشے کی پڑیا تو نفع دے اور دیگر اشیاء بھی نفع دیں صرف ایک ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہی ایسی ہے جو نفع نہ دے؟۔ نعوذ باللہ۔

مسلمان بھائیو! شرک کی حقیقت اب آپ پر بالکل واضح ہو چکی ہے اب اگر کوئی اس روئے زمین پر بسنے والے مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک کہے تو وہ کائنات کا سب سے بڑا کاذب ہے۔ علم سے ناآشنا مسلمانوں کو دھوکا دے کر اگرچہ ایسے لوگ کسی حد تک اپنی تعداد بڑھانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مگر اپنے خود ساختہ اور من گھڑت عقائد کے سبب اپنے ایمانوں سے ان کو ہاتھ دھونے پڑتے ہیں کیوں کہ کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو بلاوجہ کافر و مشرک کہنے والا خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور شرک و کفر کا لعنتی طوق اس کی گردن میں ڈال دیا جاتا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جب ایک شخص نے دوسرے شخص کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔ وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا واقعی کافر ہے تو یہ سچا ہے اور اگر وہ کافر نہیں تو یہ کہنے والا خود کافر ٹھہرا۔"

(ملاحظہ ہو بخاری شریف صفحہ 219)

مسلمانوں کو بلاوجہ کافر و مشرک اور بدعتی کہنے والوں کو اس حدیث مبارکہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کسی کو کافر و مشرک کہنے سے پہلے حقائق کا صحیح مطالعہ کر لینا چاہئے' سنی سنائی باتوں پر عمل کر کے لکیر کے فقیر نہیں بننا چاہئے۔ اس سے سوائے اپنی آخرت برباد کر دینے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے والا خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر شادی شدہ ہے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کنوارا ہے تو اس کا نکاح قائم نہیں ہوگا۔ دنیا ایسے شخص کو خواہ استاد جی کہے یا مولوی جی' علامہ کہے یا مفتی' شیخ القرآن کہے یا مفکر اسلام' حکیم الامت کہے یا شمس العلماء یہ زمانے کی باتیں ہیں شریعت کی نہیں۔ ازروئے شریعت گستاخ رسول سے نکاح کرنا حرام ہے اس کی اولاد نسلِ حرام ہوگی۔

Marfat.com

بلاوجہ کسی مسلمان کو شرک کا فتویٰ لگا کر مشرک کہنے والے ایک حدیث پاک اور سنیں ارشاد ہوتا ہے۔

"بے شک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے جو قرآن اتنا پڑھے گا کہ اس کے چہرے پر اس کی رونق بھی نظر آئے گی۔ اس کا اوڑھنا بچھونا اسلام بن جائے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ چیز اس کو لاحق رہے گی۔ پھر اس شخص سے وہ حالت چھین لی جائے گی وہ ان تمام چیزوں کو پسِ پشت ڈال کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ہتھیار پکڑ کر حملہ آور ہوگا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس پر شرک کا فتویٰ لگے گا وہ شرک کا حقدار ہوگا یا کہ شرک کا فتویٰ صادر کرنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا۔

(ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر جلد دوئم 265)

مذکورہ بالا حدیث پاک نے بھی یہ ثابت کر دیا کہ بلاوجہ مسلمانوں کو مشرک کہنے والے راہ حق پر نہیں ہوں گے' اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بلاوجہ کسی مسلمان پر شرک کا فتویٰ لگاتا ہے وہ پلٹ کر خود اس کو شرک کی گرفت میں لے لیتا ہے۔

جو لوگ قرآن مجید کی تفسیر اپنے عقائد و نظریات کی روشنی میں کرتے ہیں وہ مانیں یا نہ مانیں مگر یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا حرام اور اس کی تحریف کرنا کفر ہے۔ حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے

"جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنا لے۔"

(ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف' کتاب العلم فصل دوئم)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ

"جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا پس صحیح کہہ گیا تو بھی اس نے غلطی کی"

محترم مسلمانو! تفسیر کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کے معنی مطلب عین منشائے الٰہی کے ہوں اس میں اپنی مرضی کا عمل دخل نہ ہو اور تحریف سے مراد یہ ہے

Marfat.com

کہ قرآن کے ایسے معنی بیان کئے جائیں جو اجماعِ اُمت یا عقیدہ اسلامیہ یا آئمہ دین اور مفسرین دین کے خلاف ہو یا خود تفسیر قرآن کے خلاف ہو' مثلاً جن آیات میں غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت آئی ہے وہاں مفسرین دین آئمہ دین اور بزرگان دین کا یہ اتفاق و اجماع ہے کہ اس سے مراد بتوں کو پوجنا اور ان کو اپنا معبود و مسجود سمجھ کر پکارنا ہے اب اس تفسیر اور اجماع امت کے ہوتے ہوئے فی زمانہ کوئی یہ کہے کہ اس سے مراد انبیاء و اولیاء کو پکارنا ہے تو وہ قرآن میں تحریف کرتا ہے جو نہ صرف منشائے الٰہی کے خلاف ایک کھلی سازش ہے بلکہ شانِ رسالت مآب ﷺ میں زبردست گستاخی و بے ادبی ہے۔ اس بات کو اس واقعہ سے سمجھئے۔

نمرود بادشاہ کے زمانے میں لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہر طرف بت پرستی کا زور تھا۔ ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس میں چھوٹے بڑے بہت سے بت تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستوں کو جب بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تو غصے میں آگئے اور فرمایا "میں ایک نہ ایک دن تمہارے ان جھوٹے خداؤں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دوں گا۔"

اتفاق کی بات کہ ایک دن پورا شہر سالانہ میلہ دیکھنے شہر سے دور چلا گیا اور شہر خالی ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور بت خانے میں پہنچ گئے اور کلہاڑے سے بتوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام بت توڑ دیئے مگر سب سے بڑے بت کو کچھ نہ کیا اسے صحیح سلامت رکھ چھوڑا اور کلہاڑا اس بڑے بت کی گردن میں پھنسا دیا اور چلے گئے۔

شام کو پجاری جب واپس پہنچے اور اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو کہرام مچ گیا۔ نمرود بادشاہ کو اطلاع ملی تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تلاش شروع کرا دی۔ چنانچہ آپ کو گرفتار کر کے نمرود کے دربار میں پیش کیا گیا۔ بھرے دربار میں آپ نے نمرود سے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے صنم اکبر بڑے بت سے پوچھو کہ ان کا حشر کس نے خراب کیا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے اسی نے تمہارے چھوٹے خداؤں کا ستیاناس کیا ہے کیوں کہ کلہاڑا اسی کے کندھے پر رکھا ہے۔ بت پرست کہنے لگے اے

Marfat.com

ابراہیم تم جانتے ہو کہ یہ سن نہیں سکتے حضرت ابراہیم جلال میں آگئے اور بت پرستوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

افتعبدون من دون اللہ مالا ینفعکم شیاء ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون (سورہ انبیاء 67)

ترجمہ : کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

قرآن مجید کے اس سچے واقعہ پر غور فرمایئے۔ بالخصوص قرآن مجید کے اس ارشاد کو پڑھئے جس میں ارشاد ہوا۔

کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

مذکورہ بالا ارشاد میں یہ کہاں فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا اولیاء اور انبیاء کو مت پکارو؟ یہ تو نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں۔ یہ تو مردہ ہیں انہیں کچھ خبر نہیں۔ ازروئے ایمان بتایئے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جنہیں پوجنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یا جنہیں مردہ یا بے خبر کہا گیا ہے وہ انبیاء ہیں یا بت؟

پس جو کوئی بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کو انبیائے کرام سے منسوب کرے گا وہ نہ صرف قرآن مجید میں تحریف کرے گا بلکہ حضور سرور کونین ﷺ کی بارگاہ میں انتہائی بے ادبی و گستاخی کا مرتکب بھی ہوگا۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی من دون اللہ (غیر اللہ) کا ذکر آیا ہے ان سے مراد بت ہیں انبیائے کرام یا اولیائے کرام نہیں۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان کامل ہے کہ تمام انبیائے مرسلین' اولیائے کاملین اور کل مومنین یہ سب جنتی ہیں اور جنت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہیں۔ جب کہ قرآن مجید میں غیر اللہ کے بارے میں اللہ نے واضح طور پر ارشاد فرما دیا۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (پارہ 17 سورہ انبیاء 98)

ترجمہ : بے شک تم اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں من دون اللہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی غیر اللہ کے ہیں۔

مسلمانو! ذرا سوچو اگر من دون اللہ کے معنی انبیاء اور اولیائے کرام کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا وہ سب جہنمی ہیں؟ نعوذ باللہ۔ یاد رکھو جو لوگ من دون اللہ کے معنی میں انبیاء اور اولیاء کو لیتے ہیں ان کے عقیدے کی روشنی میں تمام انبیاء اور اولیاء اور مومنین جہنمی ہو جائیں گے۔ اور جن کا عقیدہ یہ ہو کہ انبیاء و اولیاء جہنمی ہیں وہ کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کو ایسے باطل نظریئے اور عقیدے سے بچنا ہوگا اور یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ من دون اللہ (غیر اللہ) سے مراد انبیاء اولیاء نہیں بلکہ بت ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو اسلام کی اشاعت اور امتِ مسلمہ کی یکجہتی کی واحد بنیاد حضور سرور کونین ﷺ کی ذاتِ گرامی سے مسلمانوں کا تعلق اور وابستگی ہے۔ خدانخواستہ اگر ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے یہ تعلق کمزور پڑ گیا تو اس کے براہ راست منفی اثرات نہ صرف امتِ مسلمہ کی وحدت اور یکجہتی پر مرتب ہوں گے مسلمانوں کے دین و ایمان کی بربادی کا سبب بھی بن جائیں گے۔

حضور سرور کونین ﷺ کا ایک وفادار امتی دنیا کی ہر چیز کے بارے میں تو مصالحانہ رویہ اختیار کر سکتا ہے اپنے ہر مفاد اور وابستگی کو تو قربان کر سکتا ہے لیکن حضور سرور کونین ﷺ سے اپنی انتہائی گہری اور انتہائی مضبوط عقیدت کے بارے میں کوئی مصالحت کوئی سمجھوتہ ہرگز و ہرگز نہیں کر سکتا۔

قرآن و حدیث میں بھی اسی وابستگی پر زور دیا گیا ہے اور صحابہ کرام' فقہائے کرام' مفسرین کرام' اور محدثین کرام کا بھی روز اول ہی سے اتفاق رہا ہے کہ ہر ایسا جملہ یا ایسا قول یا کوئی ایسا فعل یا کوئی ایسا نظریہ جو حضور سرور کونین ﷺ کی شان و عظمت کو مجروح کرے اسلام کے خلاف ایک کھلی ہوئی بغاوت ہے اور اس کا داعی اور اس کے پیروکار دین کے باغی ہیں جس کی سزا سزائے موت ہے۔

فقہ حنفی کی ممتاز شخصیت حضرت امام سرخسیؒ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

"جس شخص نے حضور سرور کونین ﷺ پر ستم کیا آپ کی توہین کی دینی یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا آپ کی صفات میں سے کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ گستاخِ رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم یہودی ہو یا عیسائی یا غیر اہل کتاب ذمی ہو یا حربی خواہ یہ گستاخی و اہانت عمداً ہو یا سہواً سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق وہ دائمی طور پر کافر ہوا۔ اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی توبہ نہ عند اللہ قبول ہوگی اور نہ عند الناس اور شریعت مطہرہ میں تاخر و متقدم تمام مجتہدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے۔"

(ملاحظہ ہو خلاصتہ الفتاوی جلد سوئم، صفحہ 286)

گستاخ رسول کی سزا اسلامی شریعت میں کوئی متنازعہ مسئلہ نہیں جس سے کوئی اختلاف کیا جائے۔ قرآن و حدیث اور سیرت و تاریخ کے واقعات اور آئمہ دین کے اجماع و اتفاق سے یہ بات ثابت ہے کہ دربارِ رسالت کا بے ادب اور گستاخ واجب القتل ہے، اور گزشتہ چودہ سو سال سے کسی مسلمان نے گستاخِ رسول ﷺ کو زندہ نہیں چھوڑا۔ علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس پر اجماع و اتفاق نقل فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ۔

"مسلمانوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے اور تنقیص کرنے والے کے قتل پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔"

(ملاحظہ ہو الشفاء جلد دوئم، صفحہ 221 علامہ قاضی عیاض)

عالم اسلام کی دو مقتدر ہستیوں کے قول سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں۔ قرآن مجید کی وہ آیات جو اللہ نے بت پرستوں اور بتوں کی مذمت میں نازل فرمائیں جن بتوں کو پکارنے کی اللہ نے ممانعت فرمائی جن کو معبود ماننا شرک قرار دیا ان بتوں کو محبوبان خدا سے بالخصوص حضور سرور انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے منسوب کرنا، نہ صرف حکم الٰہی کے منافی ہے بلکہ شان رسالت میں انتہائی شرم ناک گستاخی ہے۔

Marfat.com

پیارے مسلمانو! ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ ان فاسد عقائد و نظریات سے دور رہا جائے جو قرآن و حدیث کے قطعی منافی ہوں اور جن باطل نظریات سے شان رسالت ﷺ مجروح ہوتی ہے۔ اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاں میں کامیابی و کامرانی پوشیدہ ہے۔

پیارے مسلمانو! قبل اس کے کہ میں اپنی گفتگو ختم کروں آپ سے یہ مودبانہ عرض ہے کہ میں نے تمام حقائق قرآن مجید کے ارشادات کی روشنی میں عرض کئے ہیں کہیں کہیں احادیث کا سہارا لیا ہے لیکن زیادہ تر قرآن مجید ہی کی آیات کا سہارا لیا جس پر آپ کا میرا اور سب مسلمانوں کا کامل ایمان ہے۔ جو ہر طرح کے شکوک و شبہات سے پاک ہے۔ جس کی ہر آیت نور ہدایت ہے' جس کی پیروی نجات کی ضمانت ہے۔ جس نے اس مقدس کلام کی اطاعت کی وہ تمام فتنوں سے نجات پاگیا مگر بدقسمتی سے اس مقدس کلام سے کچھ لوگ گمراہ بھی ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو قرآن مجید کے معنی کو اپنے عقائد و نظریات کے مطابق ڈھال لیتے ہیں اور منشائے الٰہی کو بدل کر رکھ دیتے ہیں۔ اللہ جل مجدہ قرآن مجید کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا (سورہ بقرہ 26)

ترجمہ : "گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں (بہت سوں) کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو۔"

اے میرے دین کا درد رکھنے والے مسلمان بھائیو! اور ناموس رسالت ﷺ پر اپنی گردنیں کٹانے کا جذبہ رکھنے والے غیور تاجرو! طالب علمو! ڈاکٹرو! انجینئرو! اسکالرو! ججو! وکیلو! مفکرو! مدبرو! ادیبو! شاعرو! مل اونرو! زمیندارو! کسانو! قوم و ملت کے معمارو! مزدورو! اعلیٰ عہدیدارو! فوجی افسرانو! سرکاری وزیرو! پولیس عہدیدارو! پرنسپلو! لیکچرارو! آستانہ عالیہ کے سجادہ نشینو! پیاری پیاری ماؤ! اور معزز و محترم بہنو!

ان تمام حقائق کو جان لینے کے بعد اب بھی اگر آپ نے اپنے صاف و شفاف دامنِ دل اور خرمنِ ایمان کو بدعقیدگی اور گمراہی کی نجاست سے محفوظ نہیں کیا تو

Marfat.com

یقیناً یہ آپ کی انتہائی درجہ کی بدنصیبی ہوگی۔ اگر آپ میری باتوں سے متفق ہیں تو پھراب آپ کی یہ دینی اور ملی ذمہ داری ہے کہ گمراہی کی راہ کو چھوڑ دیں اور حق کی راہ پر عمل پیرا ہو جائیں۔ یہی وہ راہ ہے جو حضور سرور کونین ﷺ نے اپنی امت کے لئے متعین فرمائی۔ اسی راہ پر صحابہ کرام چلتے رہے اور اسی راہ کو بزرگانِ دین نے اختیار کیا۔ یہی وہ راہِ نجات ہے جس پر چلنے سے جنت کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اور دوزخ کے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔ اسی راہ پر اپنی اولاد کو بھی چلانا ہے۔ ان حقائق سے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی آگاہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کتاب کو ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان تک پہنچانے کا اہتمام کریں' اگر آپ کی اس کوشش سے کسی مسلمان کی اصلاح ہوگئی اور اس نے اپنے ایمان کو محفوظ کرلیا' تو اس کا ثواب اللہ جو آپ کو عطا فرمائے گا اس کا اندازہ تو قبراور حشر کے میدان ہی میں ہوگا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت میں چلا اور اس میں اس کو نصیحت کی (درست مشورہ دیا) اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان سات خندقیں حائل کر دے گا اور ایک خندق سے دوسری خندق کا فاصلہ اس قدر ہوگا جس قدر زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

(ملاحظہ ہو مکاشف القلوب ص 497 از حضرت امام غزالی)

غور فرمایئے! مسلمانوں کی بہتری چاہنے والوں کا انعام کس قدر عظیم تر ہے اور اس انعام و اکرام کا حقدار وہی مسلمان ہوگا جو اپنے مسلمان بھائی کو ہدایت کی راہ دکھائے گا اور گمراہی کی راہ سے بچائے گا۔

یاد رکھو! سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے

"اور بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک مذہب والے کون ہیں یعنی ان کی پہچان کیا ہے حضور سرور کونین ﷺ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا۔ وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔"

(ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف' ترمذی شریف)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ ایک گروہ کے علاوہ سارے فرقے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے اور یہ جہنمی فرقے وہی ہوں گے جنہوں نے قرآن و حدیث کا انکار کیا اور منشائے الٰہی کو بدل کر رکھ دیا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ جنتی گروہ صرف وہی ہوگا جو حضور کی سنت پر اور اس کے صحابہ کے طریقے پر عمل کرنے والا ہوگا۔ جو لوگ صحابہ کرام سے بغض و عناد رکھتے ہیں ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر بہتان لگاتے ہیں وہ ہرگز جنتی نہیں ہوسکتے۔ کیوں کہ صحابہ کرام وہ مقدس گروہ ہے کہ جنہوں نے اپنے شب و روز حضور کے ساتھ حضور کی محبت میں گزارے ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیئے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں۔ یہ الگ بات کہ صحابہ کرام کے بھی مرتبے ہیں کوئی سب سے بلند مرتبے پر ہے تو کوئی اس سے کم مگر غیر صحابہ کے مقابلے میں یہ مقدس گروہ سب سے بلند مرتبے پر ہوگا۔ پس جو کوئی صحابہ کے مرتبے کا انکار کرے یا انہیں گمراہ اور بے دین سمجھے یا ان کی شان میں گستاخیاں کرے وہ مسلمان ہرگز نہیں بلکہ کافر و مرتد ہے۔ ایسے لوگوں کا کوئی عمل بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہوسکتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو جہنم کا ایندھن اور غضب الٰہی کا شکار ہوں گے۔

اے میرے پیارے مسلمان بھائیو اور پیاری بہنو!

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا تعلق بھی جنتی گروہ سے ہو اور قبر کی اندھیری رات سے روز محشر کی گرمی تک پل صراط کے خوفناک راستے سے لے کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تک تمام کے تمام مراحل آپ کے لئے آسان ہوں تو آپ کو گمراہ فرقوں سے نکلنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں یہ عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں ان اندھوں میں ہرگز

Marfat.com

نہ کرے جو حضور سرور کونین ﷺ کے مقام و مرتبہ اور شان و عظمت کو نہیں پہچانتے جن کی محدود نگاہ حضور سرور کونین ﷺ کی حقیقت تک رسائی نہیں کر پاتیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو پوری امت رسول کے لئے سرمایہ آخرت بنائے اور مجھ ناچیز عاجز سے بتقاضائے بشریت جو بھی لفظی معنوی غلطی ہوئی ہو اسے اپنے محبوب ﷺ کے طفیل معاف فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین ۔بطفیل رحمت اللعالمین ﷺ

وما علینا الا البلاغ المبین

دعائے خیر اور دعائے ۔تقیح کے طالب

محمد نجم مصطفائی

پاکستان

15 مئی 1995ء

Marfat.com

☆ ہم سب کا اللہ (جل مجدہ) ایک۔
☆ ہم سب کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک۔
☆ ہم سب کا کلمہ ایک۔
☆ ہم سب کا قرآن ایک
☆ ہم سب کا دین (اسلام) ایک۔

پھر اختلاف کیوں؟ گروہ بندی کیوں؟
مسلمانوں میں نفرت کا بیج کس نے بویا؟ مسلمان فرقوں میں کیوں بٹے؟
امت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شیرازہ کس نے بکھیرا؟
ان تلخ اور تاریخ ساز حقائق کو جاننے کے لئے محمد نجم مصطفائی کی خون کے آنسو رلا دینے والی تصنیف

منزل کی تلاش

کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

Marfat.com

شمع رسالت ﷺ

کے ان پروانوں کی ایمان افروز داستان
جنہوں نے ناموس رسالت اور
عظمت مصطفےٰ ﷺ پر اپنی
قیمتی جانیں پروانہ وار قربان کردیں۔

وفا کے راہی

مصنف: محمد نجم مصطفائی

کا ضرور مطالعہ کیجئے

Marfat.com

This book is available here:

N. America : Islamic Foundation of N.America.
Alexandria-VA- 2230. P.O. Box 6101
U.S.A.

U.K : Allama ibrahim Khushtar
Crescent Road Crumpsall
Manchester M-8, 6UF, U.K. England.

Australia : Saeed Afzal
P.O. Box No.1681
Ashfield 2131- N.S.W. Australia

U.A.E : Qari Ghulam Ali
P.O. Box No.47138, Abu Dhabi. U.A.E.

Kenya : Qasim
P.O. Box No.32580
Nearobi Kenya, Ph # 748286.

India : Dr.Sayyed Qamar-ud-din
16-2-741 / d / 42, T.V. Tower
Aasmangarh Hyderabad Dakkan
A-P-36, Andhrapardesh India.
Ph: # 4065026

SUFFAH ISLAMIC PUBLISHERS
Jamay Masjid Gulzar-e-Habib
Soldier Bazar Karachi, Pakistan Phone : 5686890
E-Mail : Suffah @ writeme.com
Website :http://www.theislam.com.

Marfat.com

حق کی تلاش

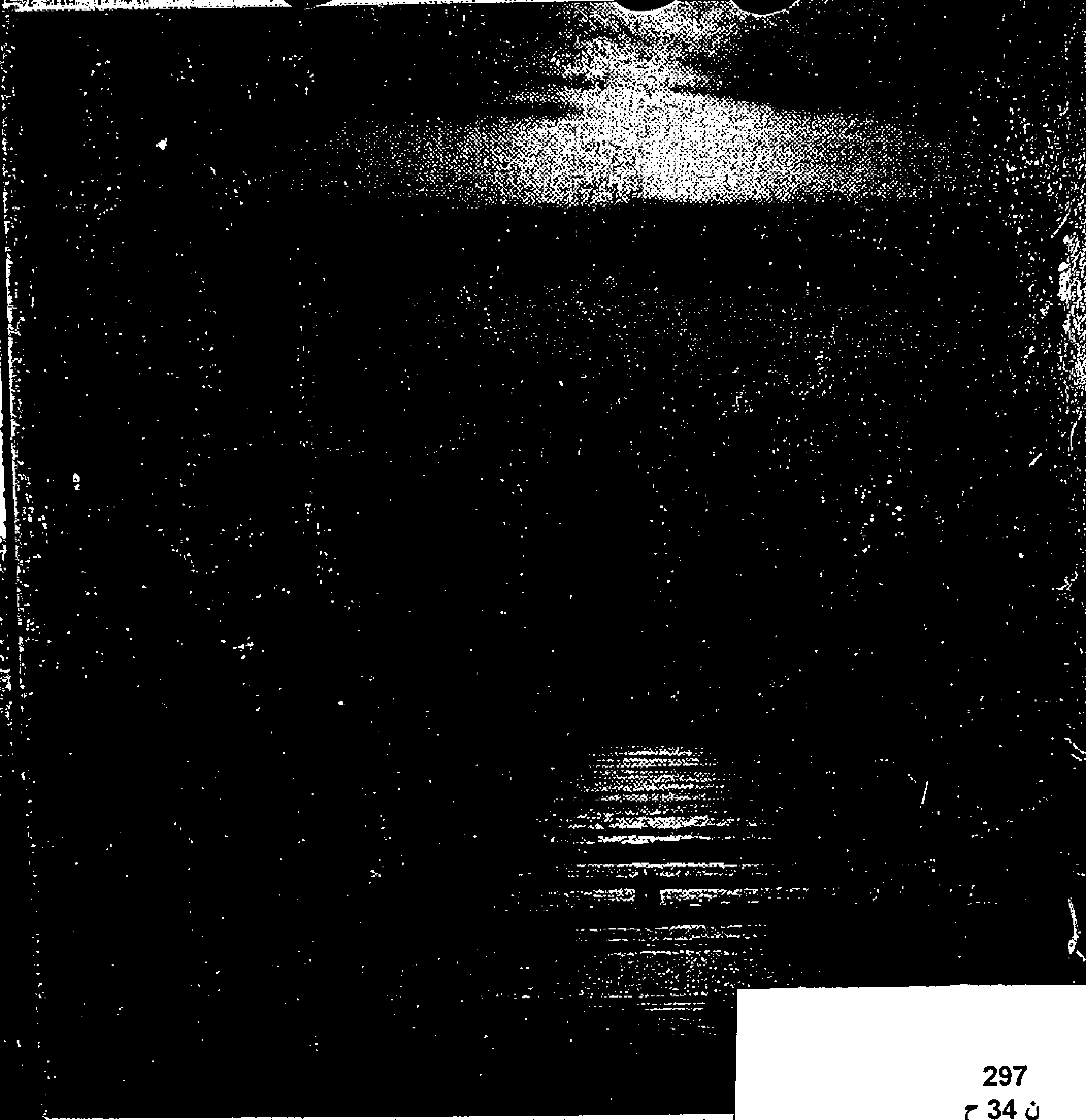

297
ن 34 ح
124305

صُفّہ اسلامک پبلشرز

Marfat.com